رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

ہر [illegible] ۱۹۱۴ء [illegible] قادیان سے شائع ہوتا ہے

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

بتاریخ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۴ ع

جلد ۱۳ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان برہمچاری | نمبر ۲

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپیہ (۳)
" ششماہی " " ایک روپیہ بارہ آنہ (۱۲/ ۱)
" سالانہ امراء " سات روپے (۷)
" ممالک غیر سے
۶ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں [illegible] ظاہر کرنا اور
دیگر مذاہب پر اس کی [illegible] کرنا۔
۲۔ سکھوں اور آریوں [illegible] اسلام
کے اہم فرائض کو ادا [illegible]
۳۔ دیگر مذاہب کے [illegible] اور صحیح
جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا [illegible] مضبوط و
مستحکم کرنا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عملی ہمدردی کا ثبوت

جن دوستوں نے اس نازک وقت میں نور سے عملی محبت کا ثبوت دیا ہے۔ ان کے اسماء معہ شکریہ کے درج ذیل ہیں۔

جناب چودہری غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ۲ خریدار جناب میرزا افضل حسین صاحب ۲ خریدار جناب چودہری حیات محمد صاحب سب ڈویژنل آفیسر ا خریدار جناب بابو محمد شفیع صاحب ا خریدار جناب سید محمد حسین صاحب پاکپٹن ۳ خریدار جناب سردار حسین شاہ صاحب ا خریدار یہ کل دس خریدار ہوئے۔ ۲۷ پہلے اور ۱۶ اب گویا کل ۴۳ خریداروں نے اس نازک وقت میں اپنے فرض کو ادا کیا۔ باقی سینکڑوں دوستوں پر یہ فرض جوں کا توں قایم ہے۔ حالانکہ حجم میں اور مضامین کے لحاظ سے نور میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ آریوں اور سکھوں میں تبلیغی نکتہ خیال سے نور تمام ہندوستان میں ایک یگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ تو یہ ہر طرح زیبا ہوگا۔ مگر میں اخبار کی اس یگانہ حیثیت کو اسی وقت تک قایم رکھہ سکتا ہوں۔ جبکہ اس نازک وقت میں نور کے ناظرین بھی اپنے فرض کو کچھہ سمجھیں۔ جون سے لیکر اکتوبر تک یعنی پانچ ماہ میں صرف ۴۳ خریداروں کا توجہ کرنا موجب حیرت و تعجب ہے۔ اور یہ توجہ بھی اس وقت ہوئی جبکہ نور آخری مرحلہ تک پہنچ چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے۔ جناب مکرم و معظم حکیم میر سعادت علی صاحب کو جن کی نظر کرم سے نور نے از سر نو زندگی پائی۔ ورنہ میں تو اپنی طرف سے بند کر چکا تھا اس وقت آریوں اور سکھوں کے کئی ایک پرچے ہزاروں کی تعداد میں بڑی شان و شوکت سے نکل رہے ہیں۔ اور تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا پرچہ ہے جو ان ہر دو اقوام کے اعتراضات کا نہ صرف دندان شکن جواب ہی دیتا۔ بلکہ تبلیغ کے اہم فرض کو بھی کما حقہ ادا کر رہا ہے۔ ایسے غازی پرچہ کی اعانت یا توسیع اشاعت سے بے پرواہ ہونا بلا شبہ اپنی جہات اور وقار سے بے پرواہ ہونا ہے میں اس نازک وقت میں آپ سے اور کچھہ نہیں چاہتا۔ صرف ہر ایک ناظر نور سے ایک ایک خریدار یہ مطالبہ بہت معمولی ہے۔ جسکو ہر ایک بخوبی بجا لا سکتا ہے۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہونگے جن کے ایک یا دو دوست نہ ہوں۔ پھر وہ کون سے دوست ہوں گے۔ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دیں صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر دوست توجہ کریں تو یہ سوال ایک ہفتہ کے اندر اندر طے ہوسکتا ہے

ہندو مذہب کی حقیقت

جناب مولانا عبدالکریم خان صاحب میرٹھی لکھتے ہیں کہ مقبول عام ہندو مذہب کے متعلق جناب کی کتاب (ہندو دہرم کی حقیقت) یقیناً دلچسپ پرلطف اور دلبرانہ معلومات ہے۔ تعریف و توصیف سے مستغنی ہے۔ موجودہ نازک اور پرشور و شر زمانہ میں مناظرین و مبلغین کے لئے عمدہ ہتھیار ہے۔ خداوند تعالیٰ قبولیت بخشے اور نخل اسلام کے لئے یہ سعی بلیغ بار آور ہو اگر چند ہفتے پیشتر یہ کتاب میرے ہاتھہ میں ہوتی تو مجھے بہت سی کوفت سے نجات مل جاتی۔ ۔ ۔ ۔ اب بھی پروفیسر رام دیو اور لالہ ہنس راج کے حوالے میرے لئے جدید اور مفید اضافے ہیں" ہندو دہرم کی حقیقت قیمت ۸ ہے۔ اور دفتر نور سے مل سکتی ہے۔

نور سب سے اچھا ہے

منشی محمد داؤد خان صاحب مشہور مضمون نگار کے مضامین اکثر اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ۔ میں نے آج تک بہت سے رسائل و اخبارات پڑہے لیکن جیسا کہ رنگ نور کی تحریر کا ہے۔ وہ کسی اخبار و رسالہ کا نہیں دیکھا سب سے اچھا اور نرالی طرز کا طریق تحریر ہے۔ اللہ پاک اس کا حامی و ناصر ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ شافی

ملیریا بخار کی مجرب و آزمودہ دوا

کونین سے بڑھکر مفید اور جملہ اقسام بخار کا دافع (تریاق بخار یا قاتل ملیریا) جس کے استعمال سے سخت سے سخت اور کئی کئی دن کا چڑھا ہوا بخار صرف چند خوراک کے استعمال سے بفضل خدا اتر جاتا ہے۔ اور بخار اترنے کے بعد پھر اس کا استعمال آئندہ کے لئے بخار کو روک دیتا ہے۔ اور ایک شیشی پانچ سات مریضوں کے لئے کافی ہو سکتی ہے پس ایسی مفید اور مجرب دوا کا ہر گھر میں رہنا باعث آرام ہے۔ اور اس کے مفید اور مجرب ہونے کے متعلق ہزار ہا شہادتیں موجود ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ جو ایسی نایاب دوا سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی اپنے تجربہ سے مطلع فرماویں

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ کلدار محصولڈاک علاوہ

خاص رعایت اطباء، وید اور ڈاکٹر صاحبان خرچ پارسل و پیکنگ وغیرہ کے لئے چھ آنے کے ٹکٹ روانہ فرما کر صرف ایک مرتبہ اس کو بالکل مفت طلب کریں۔

المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ عالیجناب مولوی حکیم میر سعادت علی صاحب منصبدار معالج امراض کہنہ
شاہ علی بندہ چوک سپاں حیدرآباد (دکن)

تبلیغ کے لئے بہترین کتابیں

آریہ مذہب کی حقیقت آریوں میں تبلیغ کے لئے بے نظیر کتاب جس پر الفضل، مسلم آؤٹ لک، زمیندار، سیاست، وغیرہ اخبارات نے نہایت زبردست ریویو کئے۔ اور اکثروں نے یہ کہا کہ آریوں میں تبلیغ کے لئے آج تک اس سے بہتر کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی۔ اشدھی کے جہاز کو پاش پاش کرنے کے لئے یہ بہترین تارپیڈو ہے۔ آریوں نے اشدھی کے لئے . . . . . ابھیر کا ٹھایا ہے۔ اس لئے آجکل ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں یہ تبلیغی طپانچہ ہونا چاہیئے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

ہندو دہرم کی حقیقت یعنی سناتن دہرم پر ایک تنقیدی نظر آج تک مسلمانوں کی طرف سے سناتن دہرم کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں میں تبلیغ کی بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو آریوں کی طرح اسلام سے خدا واسطہ کا بیر نہیں ہے۔ لہذا اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس کتاب کے متعلق ذی علم دوستوں کی یہ رائے ہے۔ کہ آجتک سناتن دہرم کے متعلق کوئی ایسی کتاب شایع نہیں ہوئی۔ لہذا دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس تبلیغی حربہ کو نہ صرف خود پڑھیں۔ بلکہ اگر اشاعت اسلام کے لئے خدائے ذوالجلال توفیق دے۔ تو اسکو کثرت کے ساتھ سناتنی دوستوں میں مفت تقسیم کریں۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصول علاوہ

"ست اوپدیش" یہ کتاب کس پایہ کی ہوگی۔ اس کے لئے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے مبارک ملاحظہ کرنی چاہیئے۔ آپ لکھتے ہیں کہ کتاب "ست اوپدیش" میں نے پڑھی۔ مجھے کتاب بہت پسند آئی۔ اس کتاب کے ختم کرتے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ باوا صاحب ضرور مسلمان تھے۔ اور دل اس پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زیر بحث مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اللہ آپ کی اس کوشش کو نیک ثمرات پیدا کرنیکا موجب بنائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت اس کتاب سے خود بھی فائدہ اٹھائے گی اور بکثرت اس کتاب کو خرید کر دوسروں میں مفت تقسیم کرے گی۔ دس کتابیں آپ میری طرف سے سکھوں میں تقسیم کر دیں۔ اور قیمت وصول کر لیں۔" قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر آج کل مسلمانوں کے خلاف آریوں کا سب سے بڑا پروپیگنڈا یہی ہے۔ کہ مسلمانوں نے سکھ گوروں اور سکھوں پر بڑے مظالم توڑے۔ یہ کتاب اس زہر کا بہترین تریاق ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمان سکھوں پر ہمیشہ احسان کرتے رہے۔ اور ان کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہایا۔ اور ان الزامات کے مورد مسلمان نہیں۔ بلکہ ہندو ہیں۔ آج کل اس کتاب کی جتنی بھی اشاعت ہو کم ہے۔ قیمت ۵ ر

پتہ

منیجر نور بکڈپو قادیان ضلع گورداسپور

تناسخ کے متعلق ایک سوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از قلم مولانا عبدالکریم خان صاحب میرٹھی)

آواگون کے مسئلہ پر اصولاً نظر ڈالی جائے۔ تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر مفید و بکار آمد چار پائے پیدا ہوتے ہیں، جن سے سواری اور بار برداری کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ سب انسانوں کے برے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ اگر وہ انسانی جون میں ایسے اعمال نہ کرتے جن سے ہاتھی اونٹ گھوڑے اور مویشی وغیرہ کی جونیں مل سکتی ہیں۔ تو ان مفید خلائق جانوروں کا موجود ہونا متعذر بلکہ محال تھا۔ بالفرض آریہ سماج کے اپدیش کبھی اس قدر موثر ہوئے۔ کہ تمام انسان کسی روز پکے پیچ راسخ العقیدہ اور پکے آریہ ہوگئے۔ گناہ کرنا یک قلم متروک ہوگیا۔ تو اس صورت میں آیندہ نسل کو مفید حیوان کیسے میسر آئیں گے۔ ان کی زندگی سخت مشکل میں کٹے گی۔ نہ بھینسیں دودھ گھی کے لئے گائے یا بھینس دستیاب ہوگی۔ نہ سواری اور بار برداری کے لئے گھوڑے اور اونٹ میسر آئیں گے۔ بلکہ صنف نازک کا وجود بھی معدوم ہوکر نسل انسان کا ہی خاتمہ ہوجائیگا۔ پس کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ بنی آدم کا وجود اور اس کی آسائش کا تمام تر انحصار محض بداعمالی اور گنہگاری پر موقوف ہے؟

ہمارے مجمل سوال کی مفصل تشریح مطلوب ہو تو خود "آریہ گزٹ" کے ایک "آریہ" مضمون نگار کی زبانی سنیئے

آواگون کیا ہے؟

ان کی باتوں کو اب انھیں کی زبانی سن لو
خود بیکار ڈھے کچھ راز نہسانی سن لو

اصول تناسخ ویدک دہرم کی جان ہے۔ اور یہ اصول کرموں کے مسئلہ پر مبنی ہے۔ کرموں کے متعلق ویدک سدہانت یہ ہے کہ انسان کرم کرنے میں سوتنتر (آزاد) ہے اور پرماتما موت کے بعد اس کی روح اس کے کرموں (افعال) کے مطابق دوسرے قالب میں بھیج دیتا ہے۔ ان مختلف قالبوں کی تعداد ویدک علم کی تعداد کے مطابق چوراسی لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اور ان سب قالبوں میں سب سے برتر اور افضل قالب انسان کا سمجھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ منش یونی (انسانی قالب) ازبس کوششوں اور نیک اعمالوں کا نتیجہ ہے۔ اور اس قالب میں جو روح آکر برے کرم (فعل بد) کی مرتکب ہوتی ہے۔ اس کو پرماتما (خدا) سزا دے کر دوسرے نیچے درجہ کے قالب میں بھیج دیتا ہے۔ گویہ امر صاف ہے جس پر ہر ایک ہندو اور آریہ سماج کا کامل یقین ہے کہ دنیا میں تمام جاندار پرماتما کے قیدخانہ میں ہیں۔ جس میں خدا روح کے قیدیوں کو اپنے قانون کے مطابق خاص وقت اور مدت تک بند کر دیتا ہے۔ اور ہم روز مرہ سنتے ہیں۔ کہ جو روح ہم کو صفحہ زمین پر نظر آتے ہیں۔ یہ سب گنہگار ہیں۔ اور اپنے اعمالوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ یہ خیال جو ہندو مذہب کے عقاید کا زبردست جزو ہے۔ اب قدرتی طور پر ایک سوچنے والے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا یہ ساری سرشٹی (دنیا) اور دنیا پاپ (گناہ) کا ظہور ہے۔ میرے ادنیٰ خیال میں اس انوکھے سوال کا جواب مثبت میں ملے گا۔ کیونکہ مسئلہ کرم اور آواگون (تناسخ) کی رو سے تمام جاندار انسان اور حیوان درخت و سبزیات وغیرہ تک اپنے کرموں (افعال) کا پھل بھوگ ابروانشت کر رہے ہیں۔ اور اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا ہے اگر یہ تمام محسوس روحیں پچھلے جنموں (قالبوں) میں پاپ (گناہ) نہ کرتیں تو آج ان مختلف قالبوں کے بندی خانوں میں مبتلا نہ ہوتیں۔ دوسرے لفظوں میں اگر روحیں پاپ نہ کرتیں تو دنیا میں آج اتنی جاندار ہستیاں ہم کو دکھلائی نہ دیتیں۔ فرض کرلو۔ کہ آج اگر دنیا میں ہر ایک انسان یک لخت پاپ (گناہ) کرنا چھوڑ دے اور حیوان اور دیگر چھوٹے جانور جو چوراسی لاکھ طریقوں سے قید میں تکلیفیں پا رہے ہیں۔ یہ اپنی اپنی سزائیں بھگت کر آزاد ہوجائیں تو دنیا کا کیا نظارہ ہوگا؟ ویدک دہرمی یہی جواب دیں گے کہ پس سب کی مکتی (نجات) ہوجائیگی۔ مگر وہ اس سے بے خبر نہیں کہ اس پر ایک زبردست اعتراض وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ویدک نیم (اصول) کے موافق جب مرنے کے بعد سرشٹی (دنیا) اتپتی (پیدا) ہوگی تو اس وقت پرماتما کس کے لئے اور کس طرح سے سرشٹی (دنیا) کو رچینگے (بنائیں گے) مانا کہ مکت آتمائیں (نجات یافتہ ارواحیں) اپنی نجات کی محدود میعاد ختم کر کے پھر سنسار (دنیا) میں منش یونی (انسانی قالب) کو دھارن (اختیار) کریں گے۔ اچھا اب ذرا اس وقت کا نظارہ آنکھوں کے سامنے لاویں کہ اس وقت خدا کے قیدی یعنی بیل گائے بھینس، گھوڑا ہاتھی اور دیگر چوراسی لاکھ جانور جو ہر زمانہ میں انسانی زندگی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ بالکل نہیں ہونگے یہاں تک کہ دنیا کے نباتات اور سبزیات تک نظر نہ آئیں گے۔ کویل کی میٹھی آواز۔ مینا کی خوش کن باتیں اور بلبل کے دل سوز ترانے۔ گائے کا شیریں دودھ، میوہ جات اور سبزیات غرضکہ سب ضروریات صفحہ دنیا سے مفقود ہوں گی۔ میرے خیال میں اگر اس مضمون کو مطالعہ کرنے والے صاحب اگر چند منٹ اپنے تصور میں ایسے مدونا اور ڈراؤنے نظارے کا نقشہ جمائیں تو ان کو پتہ لگ جائے گا۔ کہ دنیا محض ایک سنسان بیابان ہوگی۔ جس میں چند سسکتی ہوئی انسانی روحیں تڑپ تڑپ کر اپنی جان دیدینگی۔ افسوس کہ پرماتما اپنے سبھاوک گن (ذاتی خاصہ) کے انوسار (مطابق) کارروائی کرنے سے قاصر رہ جائیں گے۔ نہ کرم (فعل) ہوں گے نہ کرموں کا پھل دینے والا۔ نہ باپ ہوگا نہ بیٹا۔ ستارے ہوں گے چاند بھی ہوگا۔ جو حسرت سے سوکھی زمین پر نگاہیں ڈالے اور اسے دنیا میں سوائے اداسی اور سنسان کے اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اور آفتاب بیچارا بھی اپنا سا منہ لے کر نظام شمسی میں کھڑا رہ جائے گا۔

نہ رعایا ہوگی نہ خدائی بادشاہت غرض کہاں تک بیان کیا جائے۔ یہ فسانہ بڑا دردناک ہے۔ اس لئے ہم قدرتی طور پر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ کہ خدا کی بادشاہت دنیا کی ہستی کا روبار پھر کے خوش گذار اور دلربا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظارے قایم رکھنے کے لیئے پاپ (گناہ) انسانی زندگی کا ضروری و لازمی جزو اعظم ہے"

مضمون مذکورہ بالا پر ریویو جو کہ یونیورسٹی کے ایک ڈگری یافتہ آریہ کی طرف سے لکھا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

"پاپ کی عدم موجودگی میں مکتی لازمی نہیں ہے جیسا کہ ویدک دھرمیوں کا اعتقاد ہے۔ کیونکہ اگر محض پاپ نہ کرنے سے مکتی لازمی ہو تو تمام گھاس پات کیڑے مکوڑے حشرات الارض اور تمام حیوانات جو کہ ویدک دھرمیوں کے اعتقاد کے مطابق محض بھوگ یونیاں (سزا بھگتنے والی) ہیں۔ پاپ پن کے ذمہ دار یا کرم یونیاں (کام کرنے والی) نہیں ہیں۔ اس قالب سے چھوٹنے کے ساتھ ہی سیدھے مکتی کی منزل میں پہنچ جائیں گے۔ مگر ویدک دھرمی ایسا نہیں مانتے۔

اب فرض کرو کہ دنیا کے تمام انسان کوئی گناہ نہیں کرتے بلکہ تمام گناہوں سے بچے رہتے ہیں۔ تو اس صورت میں ان کی مکتی نہیں ہو جائے گی۔ بلکہ ان گناہوں سے بچے رہنے میں ان کی پوزیشن گھاس پات کیڑے مکوڑے، کتے، گدھے، گھوڑے، بیلوں سے کچھ زیادہ بہتر نہ ہو گی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ ان افعال بد کے مرتکب ذمہ وار حیوانات وغیرہ نہیں ہیں۔ اور ویدک دھرمی ان حشرات کو جو کہ انسانوں کی طرح جن کا اوپر ذکر ہوا گناہ نہیں کرتے۔ یہ نہیں کہے گا کہ وہ اس قالب کو چھوڑ کر مکت ہو جائیں گے۔ ویسا ہی اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ اگر تمام انسان اس قسم کے گناہ کرنے چھوڑ دیں تو انکی مکتی نہیں ہو جائے گی۔ بلکہ وہ بھی قدر گھاس پات حشرات الارض کی طرح بے ایذا زندگی بسر کرنے والے بن جائیں گے مکتی (نجات) حاصل کرنے کی ضرورت رہے گی۔ اور ان کو بدستور اس زمین پر انسانی شکل میں انسانی ضروریات کے ساتھ موجود رہنا پڑے گا۔ اور ان کو بدستور سابق کھانے پینے اوڑھنے کی چیزوں کی ضرورت رہے گی مگر جس صورت میں کہ انسانوں میں سے کوئی انسان ایسے گناہ کا مرتکب نہیں ہو گا۔ کہ جس کی پاداش میں وہ گھاس پات پھل پھول درختوں یا جانوروں کی جون میں بھیجا جاوے تو اس صورت میں عالم نباتات کا جو کہ انسانی زندگی کے لئے لازمی چیز ہے۔ خاتمہ ہو جائیگا۔ اور انسانی مکتی کے دروازہ تک پہنچنے سے پیشتر ہی ہلاک ہو جائیگا۔ اس طرح تمام دنیا کا خاتمہ سمجھنا چاہیئے۔ اس نوبت پر آواگون اتناسخ اکا چکر لگانیوالا پرمیشور بھی غالباً آواگون کے مسئلہ پر نادم ہو گا"۔

امید ہے کہ کوئی مہاشہ وِدوان اس سوال کے جواب میں نور میں مکمل روشنی ڈال کر ممنون فرمائینگے کیا تناسخ کا مسئلہ علمی اور تحقیقی ہے یا محض اعتقادی اور قیاسی؟ لازمی بنیادی ہے یا فروعی اور غیر ضروری؟

شذرات

لالہ ہنس راج اور اسلام

۲۳ ستمبر کے آریہ گزٹ میں لالہ ہنس راج صاحب لیڈر کالج پارٹی کا ایک منوہر ویاکھیان درج ہوا ہے۔ جس میں آنجناب فرماتے ہیں کہ:۔

"دوسروں کو دکھ دینے کے لئے مسلمانوں نے بھی اس قسم کا ایک تپ (ریاضت) کیا پہاڑی علاقوں سے آئے تکلیفوں کو اور مصیبتوں کو برداشت کیا ندیوں کی زبردست رو کا مقابلہ کیا پرنتو (لیکن) ہندوستان کا دھن لوٹنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا"۔

کیا قدیمی آریوں کو بھی لالہ صاحب اسی پیمانہ سے ناپنے کے لئے تیار ہیں انہوں نے بھی یہاں کے اصل باشندوں کو بے دخل کرنے کے لئے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اور اکثروں کو مار مار کر جنگلوں میں بھگا دیا اور جو قسمت کے مارے رہ گئے انہیں خاکروبی وغیرہ کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا مسلمان اور آریہ حملہ کرنے کے لحاظ سے تو یکساں ہیں۔ ہاں آگے جا کر یہ فرق پڑ جاتا ہے کہ جہاں قدیم آریوں نے اصلی باشندوں کو یا تو بے دخل کر دیا۔ اور یا پھر ذلیل ترین زندگی اختیار کرنے پر مجبور کیا وہاں مسلمان حملہ آوروں نے یہاں کے باشندوں کو سلطنت کا ایک طرح ساجھی بنا دیا۔ وزیر مال اور سپہ سالار تک کے عہدوں پر ہندوؤں کو فائز کیا اب ہر دو اقوام کے سلوک اور طرز عمل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب لالہ ہنس راج صاحب خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ ہر دو اقوام میں سے کس کی تپسیا (ریاضت) اعلیٰ رہی۔

ستیارتھ پرکاش کا تامل زبان میں ترجمہ

۲۳ ستمبر کے آریہ گزٹ میں ایک نامہ نگار لکھتے ہیں کہ:۔

"جب سے ستیارتھ کا تامل میں ترجمہ ہوا ہے۔ تب سے جنوبی ہند کے کرۂ ہوائی میں بڑی ہلچل اور خوشگوار زندگی سی پیدا ہو گئی ہے۔ تمام کٹر ہندو جگت نے جو زیادہ تر وشنوؤں پر مشتمل ہے۔ اس وقت یہ مناسب سمجھا ہے۔ کہ اپنی دھارمک پستکوں کو پرکاشت کر کے اپنے مذہبی خیالات کا پرچار کرے۔

وشنو مت کے انویائی نوجوان مٹھی بھر آریہ سماجیوں کی تقلید میں اپنے مت کا پرچار کر رہے ہیں"۔

آریہ سماج کی ہمت قابل تعریف کوئی مذہب یا مذہبی سوسائٹی اگر یہ چاہتی ہو کہ اس کا مشن ترقی کرے۔ تو اس کا بہترین علاج یہ ہے۔ کہ وہ اپنی مذہبی کتابوں کا ان قوموں کی زبان میں ترجمہ کرے۔ جس میں وہ اپنے مذہب کو پھیلانا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس راز کو سب سے اول عیسائیوں نے معلوم کیا اور انہوں نے دنیا کی سینکڑوں زبانوں میں اپنی مذہبی کتب کا ترجمہ پھیلا دیا جس کے نتیجہ میں عیسائی مذہب کی ترقی بہترین گواہ ہے اس کے بعد آریہ سماج نے اس راز کو تلاش کیا۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کا اردو، گورمکھی، تامل و تلنگی ترجمہ اس کا بہترین شاہد ہے

قران پاک کا دوسری زبانوں میں ترجمہ

برخلاف اس کے ذرا مسلمانوں کی کاہلی اور غفلت ملاحظہ ہو باوجودیکہ مسلمانوں کو ہندوستان میں آئے ہوئے صدیاں گذر گئیں اور مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا ملک بھی بنا لیا۔ مگر سوائے اردو کے اور کسی ہندوستانی زبان میں مسلمانوں نے آج تک فرقان حمید کا ترجمہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ اگر مسلمان ہمت سے کام لیتے اور ہندوستان کی مختلف زبانوں میں قران مجید کا ترجمہ کر دیتے تو آج ہندوستان کی بیشتر آبادی کا حصہ اسلام کی گود میں ہوتا۔ خاکسار ایڈیٹر نور نے اللہ کے بھروسہ پر تن تنہا تین سال کی لگاتار محنت شاقہ یعنی روزانہ سولہ سولہ گھنٹے کام کر کے قران حمید کا گورمکھی ترجمہ کیا اور اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گورمکھی ترجمہ سے ہندوستان کی دیگر زبانوں مثلاً ہندی، مرہٹی، گجراتی، تامل، تلنگی اور بنگالی وغیرہ زبانوں میں بھی ترجمہ کرنے کے لئے راستہ صاف ہوگیا ہے۔ کیونکہ زبان اور رسم الخط بہت حد تک باہم ملتی جلتی ہیں۔ مگر آج تک مسلمانوں نے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کے لئے طباعت وغیرہ میں میرا ہاتھ بٹانا ضروری نہیں سمجھا۔ اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا کے پیارے کلام کو غیر اقوام اور غیر مذاہب کے کانوں تک پہنچا سکیں اور انہیں امن و آشتی کے ساتھ حلقہ اسلام میں لاسکیں تو پھر دیگر کاموں کا ہرج کرکے بھی انہیں سب سے اول قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ کو گورمکھی واں پبلک کے ہاتھوں پہنچانے کی سعی۔ بلیغ سے کام لینا چاہئے۔

آریہ اخباروں کی گالیاں

۲۳ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اس قدر متعصب، جاہل اور مذہبی دیوانے واقعہ ہوئے ہیں"! اب غور کرو کہ ایک سطر میں اخبار مذکور نے مسلمانوں کو دیوانے اور جاہل و متعصب کہدیا کیا یہ طریق ہندوستان کی ان دو مشہور اقوام یعنی ہندو مسلمانوں میں آشتی و صلح کا پیچ ہو سکتا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں صلح ہو۔ ہندوستان امن کی نعمت سے بہرہ ور ہو تو اس کا ایک ہی طریق ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کریں۔ مگر جب تک سماجی اخبارات اپنے غیر مہذبانہ لہجہ کی اصلاح نہ کریں۔ ہندوستان کو امن کا منہ دیکھنا شاید ہی نصیب ہو۔

ویدک معرفت

۱۲ر اکتوبر کا پرکاش وید کے ایک منتر کا ترجمہ کرتا ہے۔

"میں پکاتا ہوں، میں دان کرتا ہوں۔ میری پتنی دیوی بھی آدتیہ کرونائے کرم میں ادھشٹ ہو"۔

یعنی ان پکانے اور اس کے دان کرنے کا جو کرونائے کرم ہے اس میں میری بیوی بھی میرے ساتھ شامل ہو یہ اس وقت کا منتر ہے جبکہ بجائے بیوی کے میاں کھانا پکایا کرتا تھا اور آخر میاں نے تنگ آکر یہ آرزو کی کہ میری بیوی بھی کھانے پکانے میں شامل ہو کر میرا ہاتھ بٹائے اب اس منتر میں کونسا گیان یا معرفت ہے۔ یہ صرف اس وقت کے تمدن پر روشنی ڈالتا ہے جبکہ ویدوں کا نزول ہوا۔ اور بجائے عورت کے اسوقت مرد روٹی پکایا کرتے تھے۔ اس سے دو باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اول تو یہ کہ اسوقت کا تمدن بہت ابتدائی حالت میں تھا اور دوم ویدوں کا نزول اسوقت ہوا جبکہ دنیا آباد ہوچکی تھی اور انکا تمدن یہاں اس حد تک ترقی کرچکا تھا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں اپنا کھانا مانو تیار کرتے تھے۔

گائے کے عوض انسان کا قتل

لکشمی پور کے متصل ایک گاؤں میں ہندوؤں نے مسلمانوں سے قربانی کی گائے زبردستی چھین لی۔ ان ہندوؤں میں ایک ہندو کانسٹبل بھی شریک تھا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو دی گئی تو مولوی ضیاء الدین صاحب انسپکٹر پولیس تحقیقات کے لئے تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب موصوف نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ کانسٹبل نے ان کی گردن پر چھرا مارا اور گنڈاسہ کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں قیمہ قیمہ کردیئے اس کے بعد سپاہی تھانہ میں آکر خود گرفتاری کے لئے پیش ہوگیا۔ (حقیقت)

کیا جن لوگوں کی ذہنیت کا یہ عالم ہو کہ وہ حیوان کی خاطر انسان کی جان لینا ایک معمولی فعل سمجھتے ہوں کیا ایسے لوگوں کی موجودگی میں ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ اس بدقسمت ہندوستان کے بھی کبھی بہتری کے دن آسکتے ہیں۔

ہندوؤں کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنی چاہییں

مہاتما گاندھی جی بدھوا بواہا کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:۔ کیا نوجوان ودھوائیں نوجوانوں کے دل لبھا کر ان سے بواہ نہ کریں گی۔ تو پھر کنواریوں کے لئے ور ڈھونڈنا مشکل تو کیا ناممکن العمل ہو جائیگا اس کے علاوہ آج جو پاپ ودھوا کماریاں کرتی ہیں۔ یا جو ورش ان پر لگایا جاتا ہے۔ وہی پاپ کیا وہ کماریاں بھی نہ کریں گی۔ اگر ہم نے ہندوؤں کو ایک سے زیادہ بیاہ کرنے کا استحقاق نہ دیا۔ ...... ہندوؤں میں بھی ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی مخالفت نہیں ہے۔ اونچی سے اونچی شرینی (ذات) کے لوگوں نے ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ شادی کی ہے بہت سے راجہ تو نہ معلوم کتنے بیاہ کرچکے ہیں (پرتاب ۲۲ستمبر ۲۶ء)

کیا ان مذکورہ الصدر واقعات کی موجودگی میں اب بھی ایڈیٹر پرکاش اور پرتاپ کو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ خواہ مخواہ تعدد ازدواج کی مخالفت کرے۔

کیا ہندو دھرم تبلیغی مذہب ہے

یکم ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے:۔

ضلع مداری پور (بنگال) میں ایک قصبہ راگدی ہے جہاں کے برہمن کائستھوں کو یگیوپویت پہننے کی اجازت نہیں دیتے کائستھوں نے اپنے اس حق کے حصول کے لئے جدوجہد شروع کردی ہے۔ انہوں نے برہمنوں سے پوچھے بغیر یگیوپویت پہن لئے ہیں۔ براہمنوں نے جب دیکھا کہ کائستھ ان کی غلامی سے آزاد ہونا چاہتے ہیں تو انہوں نے ان کو سو طرح کی دھمکیاں دیں اور مار پیٹ کے ارادے بھی کئے۔ اس طرح دونوں کے درمیان نفرت بڑھتی گئی۔ ایک روز ایک کائستھ کی لڑکی نہا کر آرہی ہے۔ کہ چار برہمنوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کے زیور چھین لئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی عصمت میں بھی ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ اس پر مقدمہ عدالت میں گیا۔ اور عدالت نے ملزمان کو دو دو سال قید سخت کی سزا دی"۔

کیا ان مذکورۃ الصدر واقعہ کی موجودگی میں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندو مذہب ایک مشنری مذہب ہے کیا یہ خود غرضی اور تنگدلی کسی مزید تشریح کی محتاج ہے۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ

۲۴ر اگست کا پرتاب لکھتا ہے کہ:۔ "باریسال ۱۸ر اگست نام شودا کے درمیان سخت سنسنی پھیل گئی ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اس جماعت کا ایک کلرک جب روڈ پر واقع کالی مندر میں پوجا کرنے کو گیا۔ تو اس کے ساتھ بدسلوکی کیگئی۔

کہا جاتا ہے۔ کہ سوموار کی صبح کو بابو جوگندر ناتھ سرکار پلیڈر کا ایک نام شودا کے کلرک ایک لڑکے کے ساتھ کالی مندر میں درشن کے لئے گیا۔"

. . . .

. . . . . اس سے پہلے کبھی کسی نے اس کو مندر کے صحن میں داخل ہونے سے نہیں روکا تھا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ کل نشی کانتو چترجی نامی ایک برہمن نے جو کہ اتفاق سے اس وقت مندر میں موجود تھا۔ اس کے وہاں داخل ہونے پر اعتراض کیا۔ اور اس کے ساتھ سخت کلامی کی۔ کلرک نے کہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ دوسروں کی طرح مجھے بھی مندر میں پوجا کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ کلرک کے سر پر براہمن نے پاؤں کھڑا اور کئی منٹ تک اسے دبائے رکھا۔ کلرک نے چلا چلا کر مدد کے لئے درخواست کی۔ اور جو لڑکا اس کی گود میں تھا۔ وہ بھی خوفزدہ ہو کر چلانے لگ گیا۔ چند راہ گذروں نے مداخلت کی اور براہمن چلا گیا۔ کلرک نے اپنی برادری کے سربرآوردہ آدمیوں کے پاس اس واقعہ کی رپورٹ کی ہے"۔

یہ واقعہ اپنے اندر جس قدر تکلیف دہ اثرات رکھتا ہے وہ کسی توضیح کی محتاج نہیں ہیں۔ کئی ایک اچھوت کہلانیوالی اقوام اونچی ذات کے ہندوؤں سے بہت دکھی ہیں۔ اگر مسلمان ان کی طرف توجہ کریں۔ تو کامیابی یقینی ہے۔ مگر کیا کیا جائے ہمارے مسلمانوں کو تو اپنے جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ اب یہ دوسری طرف توجہ کریں تو کس طرح

آریہ سماج کے لیڈروں پر آریہ سماج کا اثر

یکم ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ:- "آریہ گزٹ" مطبوعہ ۱۲ بھادوں میں پروفیسر دیوی دیال کے سپتر کا "ویدک ریتی سے بواہ" جو کہ شریمان مہتہ ساون مل جی دت اپدیشک آریہ پرتینڈھی سبھا نے جہلم سے لکھ کر بھیجا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ پروفیسر دیوی دیال صاحب وائس پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی کالج کے فرزند مسٹر روشن لال کی شادی ویدک ریتی سے پنڈت جگت رام پروہت آریہ سماج انارکلی لاہور نے کرائی ہے۔ میں حیران ہوں کہ شریمان مہتہ صاحب نے کیسے لکھدیا کہ شادی ویدک ریتی سے ہوئی۔ مہتہ صاحب نے فوراً مہاتما پارٹی پر الزام لگا دیا کہ مہاتما پارٹی کے چند بھائیوں نے یہ قطعاً بے بنیاد خبر پھیلا رکھی ہے۔ کہ شادی مسٹر روشن لال پورانک ریتی سے ہوئی۔ جو آریہ سماج پارٹیبازی کے وش ہو کر اس قسم کی غلط فہمیاں پھیلا سکتے ہیں۔ وہ تن مے منہ شو سنکلپ سنو کو پڑھتے ہوئے کیا سوچتے ہونگے"۔

جب آریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈر اپنے لڑکوں کی شادیاں آریہ طریق سے نہیں بلکہ سناتن طریق سے کروانی پسند کرتے ہیں۔ تو اس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آریہ سماجی لیڈروں کے دلوں میں آریہ اصولوں کا کہاں تک احترام ہے۔

اسلام اور باجا

۲۵؍ اگست کا پرتاب لکھتا ہے کہ:- "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بہت سے لوگ بت پرست تھے۔ پس ان کے دل میں واحد خدا کی عظمت کو مستحکم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ ان کے دل سابقہ آلودگیاں سے قطعی طور پر صاف کر دیئے جاتے۔ باجہ چونکہ ان کی طرز عبادت کا لازمی جزو تھا۔ اور حضرت محمد چونکہ بت شکن اور واحد خدا کے پیامبر تھے۔ پس اگر انہوں نے مسلمانوں کے لئے باجہ کو ممنوع قرار دے بھی دیا۔ تو اس سے تعجب کی کوئی بات نہیں۔ ان کو یہ محسوس ہوتا تھا۔ کہ باجہ یا راگ سے انسان خواہ مخواہ بت پرست اور مختلف معبودوں کا عابد بن جاتا ہے۔ ان دنوں باجہ کے ساتھ فحش گیت اور ناچ ادا کئے جاتے تھے۔ جس سے انسان حقیقت سے دور چلا جاتا تھا۔ پس انہوں نے مسلمانوں کے لئے باجہ سے طبیعت بہلانا حرام قرار دیا چونکہ حضرت صاحب نے جان لیا تھا کہ باجہ کے جادو سے لوگ فوراً بت پرستی کے مطیع ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی خوف تھا کہ اگر بتوں کو پوجنا وہ بند بھی کر دیں۔ تو بھی کسی نہ کسی وقت باجہ کا جادو ان پر چل جائے گا۔ اور وہ از سر نو بت پرست ہو جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے اس بدی کو جڑ سے اکھیڑنے کے لئے باجہ کو ممنوع قرار دیا۔

ہندوؤں کی موجودہ ذہنیت کا ولایت والوں پر اثر

ولایت کا مشہور اخبار "ٹرتھ" لکھتا ہے کہ:- "یہ شور کہ ہندوستان ہندوستانیوں کا ہے تمام فرقہ وار فسادات کا موجب ہے۔ اور وہ ایک نہ ایک دن ہندوستانیوں کا غیر ملکیوں سے بھی تصادم کرا دیگا۔ مسلمان ہندو کو ہر طور سے اجنبی خیال کرتے ہیں۔ جیسے کہ وہ برٹش لوگوں کو سمجھتے ہیں۔ ہندوؤں کی خواہش یہ ہے کہ ہندوستان سے پہلے انگریزوں کو نکال کر باہر کر دیں۔ پھر مسلمانوں کو بھی نکالدیں گے"۔

اس پر ایک سکھ نما ہندو اخبار لکھتا ہے کہ:- "یہ خیالات مسلمانوں کے دلوں میں بے اعتمادی کا بیج بونے کے لئے ظاہر کئے گئے ہیں۔ تاکہ وہ ہندوؤں سے خوب لڑیں۔ اس کا ہندوؤں کے لئے یہ خیال کرنا کہ وہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالدینا چاہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل برطانیہ کے دلوں کو ہندوؤں کی طرف سے زہر آلود کر دیا جائے۔ اگر اس قسم کی کوئی تحریر ہندوستان میں کوئی ہندوستانی اخبار شائع کرتا تو اس کی گردن دفعہ ۱۵۳ (الف) تعزیرات کے جال میں پھانسی جاتی لیکن "ٹرتھ" سے پوچھنے والا کون۔ وہ تو جبر پسندوں کا ترجمان ہے اور ولایت میں بیٹھا ہوا بالکل محفوظ ہے"۔

مگر سوال یہ ہے کہ سوامی شردھانند دیو اور دیو تا سروپ بھائی پرمانند وغیرہ کی تقریروں کی موجودگی میں یہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ "ٹرتھ" نے غلط لکھا۔ اس سکھ نما ہندو اخبار کے لئے یہ زیادہ بہتر ہوتا۔ کہ بجائے اس کے کہ ٹرتھ کو برا بھلا کہتا۔ جوشیلے ہندو رہنماؤں کی بدلی ہوئی ذہنیت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتا

برہمنوں کے علاوہ اور سب شودر ہیں

۵؍ ستمبر کا پرکاش یہ لکھتا ہے کہ:- دکن کے پنڈتوں کا یہ سدھانت (اصول) ہے اور اس کا پرچار (اشاعت) ابھی کرتے ہیں کہ سوائے برہمنوں کے اور سب شودر ہیں۔ اس کل یگ کے زمانہ میں کھشتری اور ویش کوئی ورن ہی نہیں ہے"۔

عملی رنگ میں یہ اصول یوپی میں بھی اپنا کام کر رہا ہے وہاں کے برہمن بھی سوائے اپنے اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اور ہندوستان میں بنی نوع انسان کے پاؤں سے اس بناوٹی ذلت کی زنجیریں۔ اگر کوئی مذہب کاٹ سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ لوگ اب اس ذلیل زندگی سے تنگ آگئے ہیں۔ اقوام میں ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ اگر مسلمان دست شفقت دراز کریں۔ تو لوگ فوج در فوج اسلام کی طرف دوڑے آنے کے لئے تیار ہیں۔

مسلم ریویو لنڈن کی جلد ۲ کے ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ نمبر موجود ہیں۔ فی پرچہ کی اصل قیمت ۸؍ ہے مگر دفتر نور علاوہ محصولڈاک نصف قیمت پر دے گا۔ جو صاحب منگانا چاہیں جلد درخواست کریں۔

ملنے کا پتہ
مینجر نور قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھ مذہب پر ہندو تمدن کا قبضہ

سکھوں کا اخبار شیر پنجاب اپنے ۱۹ ستمبر کے انشو میں لکھتا ہے کہ:-

"ذات پات کے تعصبات کا ایک طوفان قوم میں پیدا کیا جا رہا ہے۔ اور ہماری مذہبی و قومی تحریکوں میں بھی بعض ایسے اجڈ اور سکھوں کی صورت میں سکھ داخل ہو رہے ہیں۔ جو ہر شعبہ میں ذات پات کے تعصبات اور توہمات کو تقویت دیکر سکھی کو کمزور کر رہے ہیں۔ اگر ان لوگوں کی منافقانہ کوششوں کا وقت پر انسداد نہ کیا گیا۔ اور سکھ دہرم کو ذات پات اور چھوت چھات کے زہریلے اثرات سے نہ بچایا گیا۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ سکھ دہرم ہندو ازم میں جذب ہو جائیگا"۔

سکھوں اور مسلمان میں بیشتر تعداد ہندو مذہب کے بانیوں ہندوؤں کی گئی ہے۔ مگر ہندوؤں نے مسلمان ہو کر اپنے تمدن کو ترک کر کے اسلامی تمدن اختیار کر لیا۔ برخلاف اس کے ہندوؤں نے سکھ ہو کر سکھی کا تمدن نہیں۔ بلکہ ہندوانہ تمدن کو قایم رکھا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج تمدن کے لحاظ سے سکھ سکھ تمدن کی نسبت ہندو تمدن کے نہ صرف قریب بلکہ اسی میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور جب تک سکھ لوگ ہندو تمدن سے اپنے آپ کو الگ نہیں کریں گے۔ تب تک سکھ ہرگز ترقی نہیں کر سکتے اسلامی ترقی کا راز بہت حد تک اس میں پنہاں ہے کہ اسلام جہاں بھی گیا۔ اپنے تمدن کو قایم رکھا۔

اچھوت ادہار کی اصلی غرض

مسلمان اگر اچھوتوں کو مسلمان بناتے ہیں تو ان کی اصلی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ یہ راندی ہوئی نسل جسے زبردستوں نے انسانیت سے بھی جواب دے دیا ہے۔ نہ صرف انسانیت کو ہی حاصل کریں۔ بلکہ دین حنیف کی پیروی سے یہ لوگ خدا کی خوشنودی کو بھی پالیں۔ مگر برخلاف اس کے اچھوت ادہار سے آریہ سماج کی غرض کیا ہے۔ اس کے متعلق کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں پروفیسر اوپندر ناتھ بال کا ایک مضمون "دلت ادہار" کے نام سے ایک آریہ اخبار میں شایع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ "اسلام اور عیسائیت کے تبلیغی مذاہب نے ان پاؤں تلے روندے ہوئے لوگوں کو اپنا لقمہ تر بنایا جو کہ ان کا دہرم قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ نہ اسلام ذات پات کی قیود کو تسلیم کرتا ہے۔ اور نہ عیسائیت۔ ایک اچھوت ہندو اپنا مذہب تبدیل کر لیتا ہے۔ تو پھر اس سے چھوت چھات کا بھوت نکل جاتا ہے۔ متواتر مردم شماری کی رپورٹوں سے ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کی تعداد آئے دن کتنی کم ہو رہی ہے اور مسلمانوں و عیسائیوں کی تعداد کتنی بڑھ رہی ہے۔ ہندو آبادی کے تنزل نے ہندوؤں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور ان کے بعض لیڈر اس کمی کو پورا کرنے کی سعی میں ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس عبارت کے آخری فقروں کو ذرا غور سے پڑہیں۔ اور پھر سوچیں کہ انہوں نے اس خطرے سے بچنے کے لئے کیا انتظام کیا ہے۔

دنیا کے مسلمان

اس وقت ساری دنیا کے مسلمانوں کی تعداد ۳۹ کروڑ ہے۔ جن میں اکثر حصہ ایشیا میں ہے۔ کیونکہ ان کی تعداد قریباً ۲۲ کروڑ ہے۔ افریقہ میں دس کروڑ سے کچھ زائد ہے۔ اوقیانا میں ۳ کروڑ یورپ میں ستر لاکھ اور امریکہ میں تقریباً دس لاکھ ہے۔

دعائے مغفرت

برادرم منشی فخرالدین صاحب کا صاحبزادہ نصیرالدین بعمر ۶ سال منشی صاحب موصوف کو داغ مفارقت دے گیا۔ ایسی حالت میں صبر کی تلقین کرنا کسی حد تک انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کے لئے اللہ تعالےٰ کا یہی ارشاد ہے۔ کہ ہر دکھ اور مصیبت کے وقت انا اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھاہا اپنے زخمی دل پر لگائیں دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے احباب بچہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

ایک غلطی کا ازالہ

۱۱ اگست کے پرچہ میں لکھا گیا تھا کہ جناب شیخ سمیع اللہ صاحب نے نور کے لئے چار خریدار مہیا کئے مگر اب جناب بابو محمد ثناء اللہ صاحب نظامی احمدی ٹھیکیدار الکھنور علاقہ جموں سے لکھتے ہیں کہ یہ چار خریدار الکھنور کی انجمن کی طرف سے دیئے گئے ہیں"۔ خاکسار ایڈیٹر نور اس کے لئے انجمن احمدیہ الکھنور کا تہ دل سے مشکور ہے۔ دوسری انجمنوں کو بھی اسکی تقلید کرنی چاہیئے

"باوا نانک رح کا مذہب"

"ایڈیٹر نور کی وہ فیصلہ کن اور معرکتہ الآرا تصنیف ہے جس نے مذہبی دنیا میں ایک خاص ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ روزانہ زمیندار، ریاست، مسلم آوٹ لک، ہمدم وغیرہ غرضیکہ ہندوستان کے پچیس چوٹی کے اخبارات نے نہایت زبردست ریویو کئے تھے۔ باوجود اس اہمیت کے اس کی ایک ہزار کاپی بصد مشکل ۱½ سال میں فروخت ہوئی۔ اب یہ ختم ہے اور گاہی گاہے اس کی کوئی درخواست بھی آجاتی ہے۔ مگر یہ کبھی کبھار کی درخواستیں اس کتاب کے دوبارہ چھپوانے کی محرک نہیں ہو سکتیں اگر کم از کم دو صد درخواستیں پیشگی آجائیں تو میں اس کے چھپوانے کا حوصلہ کر سکتا ہوں۔ حجم اول تو پہلے سے ڈبل ورنہ ڈیوڑھی میں تو شبہ نہیں (پہلے اڈیشن کا حجم معہ ٹائیٹل ۱۷۲ ہے) اور یہ دوسرا اڈیشن اس قدر مفید معلومات سے مملو ہوگا۔ کہ جو آج تک پبلک میں نہیں آسکے۔ اگر دوست ہمت اور توجہ کریں تو یہ مفید علمی کتاب صرف تین ماہ کے اندر اندر دوستوں کے ہاتھوں تک پہنچ سکتی ہے پیشگی درخواست کرنیوالوں کو فی کاپی ۴ر رعایت رہے گی۔

نادر موقع

اگر آپ قادیان میں نہایت عمدہ با موقع پختہ دو منزلہ ہوادار مکان جو نصف کنال میں واقعہ ہے کہ خواہش مند ہیں۔ تو آپ اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔

منیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

درخواست دعا

جناب سید محمد علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر صدر گوگیرہ اولاد نرینہ کے لئے اور ماسٹر محمد یوسف علی صاحب مدرس صدر گوگیرہ اپنے بچوں کے لئے دوستوں سے دعا کے ملتجی ہیں

"تبلیغی توپخانہ صرف چھ روپیہ میں"

آج دوست دشمن ہر دو مقر ہیں کہ نور کے پرانے فائل سکھوں اور آریوں میں تبلیغی مضامین کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہیں۔ بسا اوقات ایک ایک مضمون کے لئے ہزاروں صفحوں پر دیدہ ریزی کرنی پڑتی ہے فائل ۱۹۲۰ تا (۱۹۱۱ تا ۱۹۱۶) جنکی مجموعی قیمت بارہ روپیہ ہے مگر نومبر تک صرف چھ روپے محصول ڈاک علاوہ پتہ منیجر نور نور بلڈنگ قادیان پنجاب۔

احمدیہ مسجد لنڈن کا افتتاح مبارک

انگلستان کے نامی گرامی اصحاب کی شمولیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں امام مسجد احمدیہ لنڈن کی طرف سے مسجد کی تقریب افتتاح کے متعلق حسب ذیل تار موصول ہوا ہے۔ اس تار میں اس کامیابی پر جو اس موقعہ پر ہوئی تہ دل سے حضور کی خدمت میں مبارکباد عرض کی گئی ہے۔

سابق وزیر گورنمنٹ پنجاب کی صدارت

امام مسجد لنڈن تحریر فرماتے ہیں۔ الحمد للہ کہ رسم افتتاح عظیم الشان کامیابی کے ساتھ سرانجام پائی۔ جناب شیخ عبدالقادر صاحب نے جو بحیثیت لیگ آف نیشنز کے نمایندہ کے یہاں موجود تھے۔ ۳ اکتوبر بروز اتوار تین بجے بعد از دوپہر رسم افتتاح کو ادا کیا۔

نامی گرامی اصحاب کی شمولیت

حاضرین مجلس کی تعداد چھ سو نفوس پر مشتمل تھی۔ اور چار سو سے زیادہ اشخاص باہر سے اس نظارہ دلربا کا نظارہ کرتے تھے۔ گیارہ سفیر اور قنصل چھ پیر (لارڈ) بارہ ممبر پارلیمنٹ۔ مہاراجہ بردوان۔ سر مائیکل اوڈوائر۔ سر عباس علی۔ میئر آف وینڈزورتھ۔ مسٹر سین اور بے شمار فوجی بحری اور سول کے ممتاز و نامی گرامی ہستیاں رونق افزائے افتتاح تھیں

ہر نسل و رنگ کے معززین شامل ہوئے

ایسا ہی مصری۔ شامی، اطالوی۔ عراقی۔ مشرقی۔ اور مغربی افریقوی۔ ملائی۔ اور تمام دیگر نسلوں اور رنگوں اور قوموں کے ذی وجاہت لوگ موجود تھے۔

مختلف علاقوں کے شرفا موجود تھے

تقریب افتتاح میں شمولیت حاصل کرنے کے لئے مانچسٹر۔ ڈنڈی۔ اڈنبرا لورپول۔ لائی سسٹر۔ ڈربی۔ نیوکیسل۔ بلیک پول۔ اکسفورڈ۔ کیمرج۔ اور لنڈن کے تمام حصص سے لوگ بکثرت آئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا پیغام افتتاح کی ابتدا میں پڑھا گیا۔ اور اس کی چھپی ہوئی کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ جن کو از حد قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ بعد ازاں مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے امام جماعت لنڈن نے ایڈریس پڑھا۔

صدر جلسہ اور مہاراجہ بردوان کی تقریریں

اس کے بعد جناب شیخ عبدالقادر صاحب صدر مجلس افتتاح مہاراجہ آف بردوان اور سر علی عباس نے اس پر کامیاب تقریریں کیں

مبارکبادی کے تار

حیدرآباد۔ پنجاب، سرحد، برار۔ بہار، بنگال، مدراس۔ کراچی، مارشیس نائیجیریا۔ گولڈ کوسٹ، اور امریکہ سے جو مبارکبادی کے تار آئے تھے پڑھے گئے۔

مسجد میں پہلی نماز و دعوت فواکہ

پہلی نماز ادا کی گئی۔ چار انگریزوں نے قبول اسلام کیا۔ بعد ازاں صحن مسجد میں اصحاب مجلس افتتاح کی ریفرشمنٹ سے تواضع کی گئی۔

انگلستان والے گہری دلچسپی لے رہے ہیں

پریس بڑی گہری دلچسپی لے رہا ہے۔ بیشمار فوٹوگرافروں اور سینما والوں نے تصاویر لیں

ہمیشہ یاد رکھئے

اگر آپ کی آنکھوں میں کوئی نقص ہے۔ تو پھر آپ موتی سرمہ کا استعمال کریں۔ جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (عہ) محصولڈاک علاوہ

اگر آپ کے دانتوں میں کوئی نقص ہے۔ تو آپ موتی دانت پوڈر کا استعمال کریں۔ جو جملہ امراض دندان کے لئے تریاق ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

اگر آپ کے معدہ میں کوئی قصور ہے تو پھر آپ اکسیر معدہ استعمال کریں جو جملہ امراض معدہ کے لئے سب سے بہتر دوا ہے۔ قیمت دو روپے محصولڈاک علاوہ

اگر آپ کے بدن میں کمزوری ہے اور آپ نہ تو محنت کر کے روزی کما سکتے ہیں اور نہ خداوند کریم کی عبادت ہی بجا لا سکتے ہیں۔ تو آپ آج سے ہی اکسیر المعدن کا استعمال شروع کر دیں جو آپ کے تمام بدنی عوارض کو دور کر کے آپ کو مضبوط اور توانا بنائے گی۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے (صہ) محصولڈاک علاوہ

پتہ :- مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کثرت ازدواج اور طلاق

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از قلم خانبہادر جناب میرزا سلطان احمد خانصاحب)

اور ساتھ ہی اس کے ہمارا یہ خیال بھی ہے۔ جو مسلمان اس اجازت اس تعلیم کی نعوذ باللہ خلاف تہذیب اور خلاف شائستگی سمجھتا یا جانتا ہے۔ وہ اسلام پر ایک شرمناک الزام لگاتا ہے۔ صرف اپنی ہی موجودہ نسل پر حملہ نہیں کرتا۔ بلکہ پشتیوں تک جاتا ہے۔ جب یہ تعلیم اس زمانہ میں خلاف تہذیب ہے۔ تو پچھلے زمانوں میں بھی ایسی ہی ہوگی۔

مذہبی اعتبارات سے تو صرف یہی کہنا کافی ہوگا کہ ہمارے باعظمت رسول نے جو کچھ کہا۔ (جب تک کہ ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں) اور جو کرکے دکھایا ہے وہ ہمارے واسطے ایک قطعی شہادت اور صادق نمونہ اور سراسر حکمت ہے۔ یہ بات جدا ہے۔ کہ ہم ناجائز طور پر اس سے کام لیں

معترضین کے مقابلہ میں ہم اس تعلیم کی حقیقت اور ضرورت بدلائل ثابت کر سکتے ہیں۔ اور یہ دکھا سکتے ہیں کہ یہ عمل ضروری شرطوں کے ساتھ تہذیب، تمدن اخلاق، عقل و فراست کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ بعض اشد ضروریات کے پیش آنے پر بطور ایک آخری علاج کے ایسی اجازت دی گئی ہے۔ اس میں اوس قدر قبوحات نہیں جو معترضین پیش کرتے ہیں۔ یہ عمل ضرورت کے وقت سراسر تدبیر و حکمت اور ایک مفید علاج ثابت ہوتا ہے۔ جو لوگ کہ اس پر شد و مد سے معترض ہوتے ہیں۔ اور ان کے اعتراض محض اپنی معاشرت اور اپنے عملی مسئلہ کے ماتحت ہیں۔ نہ تو وہ ضرورت کا احساس کرتے ہیں۔ اور نہ کسی تدبیر کا ممکن ہے کہ بعض مسلمان محض مشغلہ کے طور پر دوسری شادی کرتے ہوں۔ جیسے کہ بعض لوگ ایک بیوی بھی بلا ضرورت کر لیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ضرورتاً ایسا کرتے ہیں اون پر کوئی الزام نہیں ہے۔

اسلام اس زمانہ میں جس قدر اعتراضات ہوتے ہیں ان کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) مذہبی رنگ میں —

(ب) قومی رنگ میں —

(ج) پولیٹیکل رنگ میں —

گو دین اسلام بہ مصداق

"آخر آمد بود فخر اولیں"

یہ وجوہ بہ حیثیت ایک فطرتی دین اور تعلیم مساوات کے دنیا کے اور مذاہب کے مقابلہ میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اور دنیا بھر کی مذہبی منافرتیں اوس کی ترقی اور اقبال کا باعث ہو رہی ہیں مگر چونکہ وہ سب ادیان کے بعد میں آیا۔ اور تاریخی مذاہب سے اوس کا نمبر بعد کا ہے۔ اس واسطے اس کی قسمت میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ پہلے مذاہب ہمیشہ کے واسطے اوس سے برسر مناقشت اور سوختہ بریدہ رہیں۔ خصوصاً اس وجہ کہ اسلام نے سابقہ ادیان کی صلاحیت کا بیڑہ اٹھایا اور اس فن میں کوئی کمی نہ کی۔ ایسے مدعی کے واسطے سابقہ فریقوں کے مقابلہ میں ہر دل عزیزی حاصل کرنا خیلے مشکل کام تھا۔ مزید برآں یہ کہ پرانے مذاہب کے ان اصولوں میں بھی اصلاح شروع کی جو ان کا بنیادی پتھر ہے۔ عیسائیت کے مقابلہ میں سرے سے وہ مسئلہ لیا جس پر عیسائیت کا دارومدار تھا (یعنی مسئلہ تثلیث و مسئلہ کفارہ) اگر اس مسئلہ میں عیسائیت کی حق تلفی اسلام نہ کرتا۔ تو اسلام اور عیسائیت میں یہ پیرایہ مذہبی اس قدر منافرت اور مناقشت نہ ہوتی عیسائی مذہب کی بنیاد یا روح رواں کفارہ اور تثلیث ہی تھی۔ وہی اسلام کی نشانہ گاہ۔

جو بیوی کا نام سو میاں کی چٹر

بایں حالات دونوں کے واسطے سخت مشکل تھی اگر اسلام یہ مسئلہ نہ لیتا تو اس کی بعثت اور آمد ہی غلط ہو جاتی توحید اور تثلیث میں جوڑ کس طرح ہو سکتا ہے دوسری طرف اگر عیسائیت اسلام سے اس بارہ میں باز پرس نہیں کرتی۔ تو اس کا وجود ہی باقی نہیں رہتا۔

صحبت ناجنس آتش را بہ فریاد آورد
آب در روغن چو باشد میکند شیون چراغ

علیٰ ہذا القیاس اور مذاہب کے مقابلہ میں بھی اس طرح کی اصلاحات اور تصرفات عمل میں لائے گئے اسلام کے اس بےباکانہ اور صادقانہ طریق عمل کا یہ لازمی اثر تھا کہ مذاہب مخالفہ اس سے بدل متنفر ہوں اور اور عرصہ مذاہب میں اس کی پیڑی بآسانی نہ جمنے دیں۔ اگرچہ اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب کے عیسائیت کے زیادہ تر قریب ہے لیکن تجربہ کہہ رہا ہے کہ مذہبی رنگ میں عیسائیت کا اسلام ہی کے ساتھ مقابلہ رہتا ہے۔ اور مسیحی مناد جس قدر اسلام سے معارض ہوتا ہے۔ اس قدر دوسرے مذاہب سے نہیں اگرچہ بعض نامور مسیحی عالموں کی جانب سے اسلام کے ساتھ مختلف رنگوں میں ہمدردی کی جاتی ہے لیکن عام مناد کی یہ حالت نہیں جہاں کہیں اسلام کی دوسرے مذاہب سے بات چیت ہوتی ہے مسیحی مناد اسلام کے خلاف جانے کی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ اسلام دراصل ایک مسیحی مذہب ہی ہے۔ اوس کی اصلیت کے منافی نہیں ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا اسلام جس قدر اعزاز و اکرام کرتا ہے۔ اس قدر کوئی دوسرا مذہب نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ یہود تو نام لینا ہی پسند نہیں کرتے۔ اور ہندو وغیرہ کے ہاں مسیح علیہ السلام ایک اجنبی پوزیشن رکھتے ہیں۔ ساری مذہبی دنیا میں ایک اسلام ہی ہے جو مسیح علیہ السلام کو پوری عزت دیتا ہے اور جس کے معتقدین کا عیسائیوں سے بھی زیادہ اس پر ایمان ہے۔ اگر قرآن مجید اور حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام مسلمانوں کو مسیح کی یہ عزت اور یہ احترام کرنا نہ سکھاتی اور قرآن آزادانہ یہود کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت، صداقت اور وجاہت کی شہادت نہ دیتا اور رسول عربی کی اوس پر مہر نہ ہوتی تو مقابلہ اور مذاہب کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں منافرت پھیلانے کے ذرائع کم نہیں تھے اسلام نے مسیح کی خاطر کتنا بڑا نقصان اٹھایا ہے یہود اس کے ہاتھ اور ضبط اثر سے بالکل نکل گئے اگر اسلام نعوذ باللہ مسیح کی تکذیب کرتا تو آج یہودی جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی اسلام کی نام لیوا ہوتی کیونکہ اسلام اور یہود کی مخالفت کی چوٹی کا مسئلہ مسیح کی تصدیق ہی ہے مسلمانوں کی صداقت پژوہی کا عیسائیت نے یہ صلہ دیا کہ سب سے بڑھ کر رسول عربی کی شان محترم بہ پہلوئے مذہبی اوسی کو کھٹکتی ہے۔

اس نے پہچان کر ہمیں مارا
قید نہ کرنا تجاہل تھا

کیا عیسائیت قرآن، محمد، اور اسلام کے سوائے مسیح علیہ السلام کی بابت کوئی اور شہادت بھی رکھتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام جس قوم میں سے مبعوث ہوئے تھے اس کا حال پوشیدہ نہیں کیا یہ صورت ہل جزا الاحسان الا الاحسان کی ہے۔

جو کہ اسلام کے مقابلہ میں بزنگ مذہبی جائز رکھی جاتی ہے۔ اگر چشم غور سے دیکھا جائے۔ تو اسلام حضرت مسیح علیہ السلام کے دعاوی کی ایک خوش کن تفسیر ہے اور اوس غلطی اتفاقی کا رفع کرنے والا جو عیسائیت میں پڑ چکی تھی حضرت مسیح علیہ السلام نے محبت کی تعلیم دی تھی اور یہ کہا تھا کہ جو میری تصدیق کرتا ہے وہ محبت کے قابل ہے۔ اسلام نے تائید اور تصدیق کی۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی ام ماجدہ کی عفت اور عصمت پر شہادت دے کر مسیح علیہ السلام کو یہود اور معاندین کے تمام اعتراضات فاسدہ سے معصوم ثابت کیا۔ اور رسول عربی نے سلسلہ رسالت کی جہت سے حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ حق رفاقت پورا کیا۔ اور وہی اس رفاقت شہادت اور محبت کی وجہ سے سب سے زیادہ تر عیسائیت کی نظروں میں دشمن قرار پایا۔ ؎

ملا جب در ہم داغ جنوں گھبرا کے دل بولا
یہی کیا عشق کی سرکار میں تنخواہ ہوتی ہے

مذہبی دشمنی اور کاوش کی ایک یہ کیفیت ہے۔ اور دوسری جہت کاوش کی قومی جہت ہے

جب مذہبی کاوش دو مذاہب میں ہو تو رفتہ رفتہ قومی کاوش بھی نشو ونما پاتی ہے۔ اسلام نے جس طرح مذہب میں مداخلت کی اسی طرح دوسرے مذاہب کی اقوام میں بھی حصہ رکھا۔ موجودہ صورت میں اسلام جس تعداد میں ہے وہ سب دوسرے مذاہب ہی کی قربانت اور چھانٹ ہے۔ یہودی اور عیسائی مذاہب سے بہت کچھ چھانٹ ہوئی اور یہی قریب بھی تھے۔ اور ان ہی سے مذہب کے اصول وفروع ملتے جلتے تھے دوسرے مذہب پر بھی ہاتھ صاف ہوا لیکن پہلی مشق ان ہی سے شروع ہوئی۔

مذاہب کی افزائش اور کامیابی کا حصہ بہت کچھ ووٹوں پر ہی موقوف ہے۔ ایک ووٹ کے واسطے کاوش ہو جاتی ہے۔ لاکھوں اور ہزاروں ووٹ کے جانے پر کون شخص اور کون قوم خوش رہ سکتی ہے رفتہ رفتہ اسلام کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور دوسرے مذاہب میں نسبتاً کمی کرنی گئی۔ اگرچہ اسلام نے آکر اپنی جگہ لینی تھی۔ اور اس کا یہی حق تھا لیکن دوسری قوموں اور دوسرے مذاہب کا غصہ اور کاوش بھی درست تھی جو طاقت بعد میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ پہلوں کی محسود رہتی ہے۔ مذہب ایک ورثہ تھا۔ مذاہب سابقہ صرف اپنے تئیں ہی اس کا وارث سمجھتے تھے۔ اسلام نے نووارد ہو کر ورثہ پالیا اور پرانا اثاثہ اس عقاید کی ایک خاص حد تک چھان بین بھی کی۔

اگر اسلام خاموش رہتا تو کچھ لے لینے پر بھی دوسرے مذاہب واویلا نہ کرتے لیکن اوس کی دست اندازی اور تصرف نے غصہ کی آگ بھڑکا دی یہاں تک تو دوسرے مذاہب کا حق تھا لیکن اسلام کے وارث قرار پانے پر انصاف سے یہ دیکھا جاتا کہ اوس نے پہلے بزرگان مذہب یا وارثان مذاہب کے حق میں کیا کچھ کہا اور کیا کچھ برائی کی اسلام نے صداقت اور نیک نیتی سے وارثان مذاہب کی تصدیق وتائید اور تعلیم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ چھوڑا۔ ان کی دستاویزوں اور اسناد کی عزت کی جو غلط دھبے ان کے دامن عقیدت پر پڑ چکے تھے اونہیں دور کیا۔ اور اون کی صحبت کا کافی اظہار

وصف گل میں لگا دیا اک باغ
اثر رہے مچلا ؤ طبیع بلبل کا

دلائل وبراہین سے دکھا دیا کہ سب مذاہب ایک ہی تنہ کی شاخیں ہیں۔ سب مورثان مذاہب کا مذہب ایک ہی تھا اور سب توحید کے نام لیوا تھے۔ چند لغزشوں سے مذاہب میں تفریق ہوگئی ہے ورنہ بات ایک ہی ہے۔ بہ مصداق تعالوا الی کلمۃ

شیخ کعبہ سے گیا اس تک برہمن دیر سے
ایک تھی دونوں کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

حضرت مسیح علیہ السلام نے جوش میں آکر کہا:۔

"جو مجھ سے پہلے آئے تھے وہ چور اور بٹ مار تھے"

قرآن اور حضرت محمد نے راستی کی پیروی سے یہ کہا کہ

"کوئی قریہ بھی ہادی کے وجود سے خالی نہیں رکھا گیا"

"کسی رسول میں تفریق نہ کرو

"جو اسلام سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی نسبت کچھ نہ کہو اور ان کی گستاخی نہ کرو"

اسلام بعد میں آیا بعد میں رہے گا۔ اور باوجود دوسروں کی مخالفت کے اعلان کلمۃ الحق اور اظہار حق سے باز نہ رہا

یہ میرا دل ہے کہ ہے اس میں نہاں لطف نظر
آئینہ سے اک بال چھپایا نہ گیا

اسلام نے جس جس قوم جس جس گروہ سے افراد کا انتخاب کیا اونہیں خدانخواستہ یہ تعلیم نہیں دی کہ اپنے مسلمہ بزرگوں واجب التعظیم اسلاف کی نندا یا برائی کرو اونہیں یہ سکھایا کہ خدا کی عظمت اور وحدت کے مقدس گیت گاتے ہوئے بزرگان سلف کی تعریف وتقدیس اور منت کرو۔ یہ خصوصیت اسلام ہی میں ہے۔ ورنہ مسلمانوں سے جو لوگ دوسرے مذہب میں جاتے ہیں۔ اونہیں یہ تعلیم نہیں دیجاتی۔ اون کا پہلا سبق یہ ہوتا ہے۔ کہ جو بزرگ اور اسلاف رکھتے ہو۔ اون کی تکذیب اون کی تحقیر انکار لازمی ہے۔ اس سے اسلام کی وسعت خیالی اور انصاف کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

ہاں ان اسلاف مقدسہ پر جو کچھ الزامات لگائے گئے ہیں حکمت اور نرمی سے اون کا ازالہ کیا جائے تاکہ اون کی پوتر اور پاک زندگیاں ایسی آلودگیوں اور آلایشوں سے پاک ہو کر اپنا اصلی روپ دکھا سکیں اور اون کے درشن اور زیارت سے مذہبی دنیا اصلاح پذیر ہو۔

(باقی آئندہ)

قاتل ملیریا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برسات کے بعد ملیریا بخار کی وبا ہندوستان میں ایک ہمہ گیر اثر پیدا کرلیتی ہے۔ بچہ سے لیکر بوڑھا تک اس کا یکساں شکار ہو جاتا ہے۔ اور لبعض اوقات تو یہ مرض کئی کئی ماہ تک چلتا ہے۔ اور اکثر لوگ اس کے لگاتار صدمہ سے غیر معمولی نحیف ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات تو یہ بخار اپنے دائمی اثرات سے انسان کو ہمیشہ کے لئے نکمہ بنا دیتا ہے۔ اس سے آپ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس موذی مرض سے بچنے کے لئے کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے خدا بھلا کرے جناب حکیم میر سعادت علی صاحب کا جنہوں نے بڑے غور و تجربہ کے بعد قاتل ملیریا نامی ایک مفید ترین دوا ایجاد کی ہے جو حقیقی معنوں میں اس ہمہ گیر اثر پھیلانے والے خطرناک مرض کا قاتل ہے۔ آپ نے از راہ کرم ایک شیشی دفتر نور میں بھی برائے ریویو بھیجی ہے۔ ہم نے اس کا تجربہ کیا اور اس دوا کو واقعی اسم بامسمیٰ پایا ضرورت ہے کہ ایسی مفید دوا ہر ایک گھر میں موجود ہو کیونکہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نامراد مرض کس وقت نمودار ہو اور پھر آپ کو ڈاکٹروں اور حکیموں کے نہ صرف پیچھے ہی دوڑنا پڑے بلکہ ان کی معقول فیسوں اور ادویات کے اخراجات کا بھی متحمل ہونا پڑے یہ مفید تریاق جو موتیوں کے مول بھی سستا ہے۔ جناب میر صاحب موصوف نے اس قاتل ملیریا کی قیمت صرف ۱۲؍ رکھی ہے۔ جو کئی مریضوں کے لئے کافی ہے۔ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے

ملنے کا پتہ:- منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ عالی جناب مولوی حکیم میر سعادت علی صاحب منصبدار معالج امراض کہنہ شاہ علی بنڈہ چوک اسپال حیدر آباد (دکن)

قرآن مجید

منشی فخر الدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر قادیان کی ہمت اور جدت قابل ستائش ہے کہ آپ ہر وقت اس دھن میں معروف رہتے ہیں۔ کہ پبلک میں کوئی مفید چیز پیش کی جائے۔ اس سے قبل کئی قرآن پاک شائع ہوئے۔ مگر منشی صاحب نے اس جدید طبع قرآن حمید میں چند ایک یگانہ خوبیاں پیدا کر دی ہیں۔

(۱) یسرنا القرآن کے طرز پر ہے جس کا پڑھنا ایک مبتدی اور چھوٹے بچے کے لئے بھی بہت آسان ہے۔ (۲) پارہ اور رکوع کی عام تقسیم کے علاوہ ہر سورت کی آیات کا نمبر شمار بھی جداگانہ دیا گیا ہے۔ (۳) سائز نہایت موزوں ہے۔ جو سفر وغیرہ میں بھی بخوبی ساتھ رکھا جا سکتا ہے لکھائی اور چھپائی کاغذ اعلیٰ اور خوشگن ہے۔

ہدیہ قسم اول مجلد ۲؍ قسم دوم مجلد ۱۲؍ مجلد کی قیمت ۴؍ زائد ہوگی۔ پتہ:- منشی محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان (پنجاب)

میں کیوں مسلمان ہوا

(ایک فاضل نومسلم انگریز کا بیان)

ذیل کا بیان جو ایک فاضل نومسلم انگریز نے انگریزی اخبارات میں شایع کیا ہے۔ اس قابل ہے کہ قارئین کرام اسے غور سے پڑھیں۔ اور اس امر کا اندازہ لگائیں کہ دنیا اس وقت مذہب اسلام کی کس قدر پیاسی ہے بمغرب جس کو آج کل مسیحیت بلکہ مادیت کا اوڑھنا بچھونا سمجھا جاتا ہے۔ فی الحقیقت اسلام کی طرف نہایت تیزی کے ساتھ قدم بڑھا رہا ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو جو خیالات اس نے مذہب اسلام کے متعلق قائم رکھے ہیں۔ وہی ہیں جن کی اسلام نے تلقین کی ہے لیکن وہ اس سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اس ناواقفیت کو جلد دور کیا جائے گا۔ اور جس قدر اسلام کی پاکیزہ تعلیم کو وہاں پھیلایا جائیگا۔ اسی قدر لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے۔ وھو ھذا:-

برسیں گذریں کہ مجھے مسیحیت کے مختلف اصول کی اہمیت کا احساس شروع ہوا تھا جب میں نے مذہب مذکور کے اصول اساسی کا تجزیہ شروع کیا۔ تو میں نے محسوس کیا کہ میں صرف برائے نام مسیحی ہوں۔ اور میں راسخ العقیدہ مسیحیوں کا ہم عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان کا نفرست اور دیگر فرقوں کی بعید از تعلیم تسلیم کر سکتا ہوں۔ اس تعلیم سے مجھے نفرت شروع ہو گئی بس بہت سے گرجوں میں جاتا تھا۔ اور وہاں کی وہمی روشنی میں بیٹھکر جسپر تاریکی غالب ہوتی تھی۔ خدا کی قدرت کا تصور کرتا تھا۔ کہ شاید کوئی ہدایت کی سبیل نکلے۔ مجھے خدا پر کامل عقیدہ تھا۔ لیکن نجات کے لئے دوسرے لغو امور جو ضروری بتائے جاتے تھے۔ ان کو میں کبھی مان نہیں سکتا۔ میں یہ کبھی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ خدا انسانوں کو صرف اس جرم میں جہنم میں بھیجیگا۔ کہ وہ اپنے عقل و ہوش کو کام میں لاتے ہیں۔

شک و شبہ کی زندگی

جستجوئے حق میں میں نے فطرۃً مذہب کے ہر پہلو پر بحث کی۔ البتہ ایک غلطی ہوئی۔ وہ یہ کہ صرف مسیحی لوگوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ اور دوسرے مذاہب کے افراد سے رفع شکوک کی نوبت نہ آئی۔ اس میں مواقع کو بھی دخل تھا۔ اس لئے کہ میں بجز مسیحیوں کے کسی دوسرے سے نہیں مل سکا۔ رنگین نسلوں کے افراد کی طرف سے میرے دل میں ایک خاص عزت تھی اور اگر ذلیل اخلاق و عادات کے لوگ ان کو حقارت آمیز ناموں سے یاد کرتے تھے۔ تو مجھے غصہ آتا تھا۔ میری زندگی کی یہ حالت کچھ عرصہ تک جاری رہی۔ اور میری مثال اس کشتی کی تھی جو موجوں کے ساتھ ماری ماری پھرتی ہو۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ کس خلیج میں ہوں اور کون سا راستہ اختیار کروں۔

ظلمت سے نور

اتفاق سے مجھے خالد شیلڈرک سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی جنہوں نے بیس سال سے اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کر رکھی ہے (آپ ایک نومسلم انگریز ہیں اور انگلستان میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں) اپنی عمر میں پہلی مرتبہ میں نے ان کی زبان سے ایسے خیالات سنے جو میرے عقاید سے حرف بحرف مشابہ تھے میں نے بہت جلد محسوس کرلیا۔ کہ ابھی میری تحقیقات ختم نہیں ہوئی ہے۔ ہم میں ہر روز مذہبی معاملات پر بحث شروع ہوئی۔ اور یکایک روشنی بادلوں کو پھاڑ کر فضا پر محیط ہو گئی۔ اور میں نے محسوس کیا کہ میں ایک نئی دنیا میں ہوں۔ لوگوں کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ایک خاص مذہبیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا نام وہ مسیح کامل جانا رکھتے ہیں لیکن میری زندگی میں وہ تغیر پیدا ہوا کہ میری دنیا ہی بدل گئی۔ میں روشنی کے ایک ایسے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔ کہ میرے وجود کا ذرہ ذرہ بیدار ہو گیا۔ ان کے ساتھ میری گفتگو جاری رہی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے مجھے اپنے بعض دوستوں سے ملایا۔ جو اسلام کا اعلان کر چکے تھے۔

اعلان اسلام

میں نے ہر مسلمان میں زندگی بخش جوش کا وجود پایا لیکن ان کے جوش میں عقل کی آمیزش ہمیشہ ہوتی تھی۔ مجھے بہت جلد اس کا یقین ہوگیا کہ اسلام میری فطرت کے خلاف نہ تھا ہم لنڈن کے دار الصلوٰۃ میں گئے۔ اور وہاں پر تقریروں کو سنا۔

میں نے نہایت مسرت کے ساتھ اپنے دوستوں میں اعلان کیا کہ میں اسلامی برادری میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ ہمارے دونوں خاندانوں نے ایک بڑی جماعت کے سامنے قبول اسلام کا شرف حاصل کیا۔

اسلام کی روشنی میں

میں کہہ سکتا ہوں کہ اس لمحہ سے تمام رکاوٹیں دور ہوگئیں۔ اور آج میں بالکل یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں ہمیشہ سے اسلام کی روشنی میں زندگی بسر کر رہا ہوں مجھے اس کے مواقع حاصل ہوئے۔ کہ اسلامی حلقوں کی حقیقی جمہوریت کا نظارہ کروں۔ جو افسوس کہ آج بھی عنقا ہے۔ اسلام کا اصول اول یہ ہے۔ کہ وہ ایک قابل عمل مذہب ہے اور دوسرے مذاہب کی طرح غیر حقیقی تخیلات کی بنا پر قائم نہیں ہے۔ اس دنیا میں ہمارے پاس ایسے ایک مذہب کو ماننے کے لئے وقت نہیں ہے جو اپنے پرستاروں سے غیر منطقی نظریات کے ماننے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اپنی کاروباری زندگی میں ہمیں اپنی عقل سے ہر لحظہ کام لینا پڑتا ہے۔ کاروبار ایک معمولی چیز ہے۔ اور وہ روحانی قویٰ کہیں زیادہ قابل توجہ ہیں۔ جو انسان کو مذہبی امور میں بھی اسی ذہانت سے کام لینے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ جن کو ہم دنیاوی امور میں استعمال کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ

اس معاملہ میں میں اسلام کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یقینی اور قابل اعتماد رہنما اور پیشوا سمجھتا ہوں۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک تاجر تھے۔ اور ان کی تعلیم میں ہدایات موجود ہیں۔ جو ایک تاجر کو پیش نظر رہنا چاہئیں۔ مسیح کی زندگی کی تصویر بدقسمتی سے اس معاملہ میں ہماری کوئی رہنمائی نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنے ایک دوست کو ایک صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ جو ایک جہاز پر افسر تھے۔ انہوں نے قرآن شریف کو پڑھا۔ تو اس پر حیرت و استعجاب کے دریا میں غرق ہوگئے۔ کہ ایک خشکی کا باشندہ سمندر کے مختلف حالات کو اس عمدگی اور صحت کے ساتھ کیونکر بیان کر سکتا ہے اس کے بعد ان کو قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کا یقین ہوگیا اور مزید مطالعہ کے بعد وہ مسلمان ہوگئے۔ آج کل وہ بحری افسانے لکھ کر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔

انجیل اور قرآن میں فرق

آپ کو اس سے معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے مقدس رسولؐ کی زندگی کا مرقع اس قدر واضح اور صاف ہے۔ ان تمام اقوال واعمال کو اس احتیاط کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے۔ کہ اگرچہ وہ ان متبرک مقامات پر تشریف لے گئے۔ جہاں خدا کی برکتیں نازل رہتی ہیں۔ تاہم وہ اب بھی انسانوں کی ہدایت کے لئے زندہ ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ انجیل کے پڑھنے سے میرے دل میں کوئی جوش و ہیجان پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ان غلطیوں۔ اجتماعات ضدین۔ اور عجیب منطق پر غور کرنے لگ جاتا تھا۔ جو اس میں موجود ہیں۔

خوفناک خدا کا ڈر اور مسیحیت

ایسے خوفناک خدا کا تصور جو خاموشی کے ساتھ بیٹھا ہوا یہودیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کو تمام غیر یہودیوں کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ مجھے خدا کو ایک ایسی ظالم ہستی تصور کرنے کے لئے تیار کرتا تھا جو اپنے غیر فطری غصہ کو بجھانے کے لئے اپنے بیٹے کی قربانی کو ضروری سمجھتا ہے۔ یہ امر چونکہ ایک انسان کی فطرت کے بھی خلاف ہے۔ لہذا میرے دل میں یہ شبہ پیدا ہوتا تھا۔ کہ خدا کا وجود بھی ہے یا نہیں۔

اسلام کا پیغام مسرت

خدا یقیناً ان اوصاف سے بالاتر ہے جو بائیبل میں بیان کئے گئے ہیں۔ اسلام نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالےٰ تمام بنی نوع انسان کی تربیت کرتا ہے۔ کائنات کا خالق ہمارے تصور سے بدرجہا بالاتر ہے۔ ہم اس کے متعلق صرف اس کے مظاہر قدرت سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یا پھر اس نے اپنی قدرت و اوصاف کا اظہار قرآن کریم کے غیر فانی صفحات میں کیا ہے۔ میں اس مبحث کو زیادہ طول دیتا لیکن اس میں وقت زیادہ صرف ہوگا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ میں اپنے اس عمل کے جس کے سبب سے مجھے مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اسباب خلاصہ کے طور پر بیان کروں۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں دوسروں کو اسلام سے آگاہ کروں۔ مجھے یقین ہے۔ اسلام امن وامان کا مذہب ہے۔ اور امن وامان اور مسرت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں ایسے ایسے

جناب ڈاکٹر فضل الدین صاحب احمدی کمپالہ افریقہ سے لکھتے ہیں:- برادرم مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار نور قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ گذشتہ پرچہ اخبار نور پہنچا اس میں یہ پڑھ کر سخت رنج ہوا کہ آپ نور کو مالی مشکلات کی وجہ سے بند کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ اور آپ کی طرف سے "خدا حافظ" کے الفاظ پڑھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بے اختیار دل سے نکلا۔ اللہ تعالےٰ ایسے سامان اپنے فضل سے پیدا کر دے۔ کہ نور بند ہونے سے رک جائے (آپکی دعا سے نور جاری رہیگا) اس مجاہد پرچہ کے بند ہونے سے جو نقصان سلسلہ کو پہنچیگا اسکا اندازہ اس وقت لگانا مشکل ہے۔ جزاک اللہ آپ نے اپنی طرف سے اسکو بچانے کی پوری کوشش کی اس سعی کیلئے آپ عند اللہ وعند الناس احسن شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے سامان کر دے۔ کہ آپ پھر یہ مژدہ پہنچا دیں۔ کہ اخبار "نور" زندہ ہوگیا ہے آمین (الحمد للہ نور زندہ ہے اور زندہ رہیگا۔ نور) میری طرف سے ایک پونڈ بطور اعانت قبول فرما دیں! در آئندہ پانچ شلنگ ماہوار انشاء اللہ اس وقت تک ادا کرتا رہونگا۔ جب تک اخبار اپنے قدموں پر کھڑا ہو جائے۔ اور اس حقیر اعانت کے علاوہ جو بھی ہو سکیگا۔ انشاء اللہ تیار ہونگا

نور:- آپکا ایک پونڈ پہنچ گیا جزاک اللہ ایڈیٹر نور خصوصیت سے آپ کا مشکور اور دعا گو ہے کہ آپکا دست کرم ہر نازک وقت میں نور کی اعانت کیلئے دراز رہتا ہے۔ اور مجھے توقع ہے۔ کہ آپ جیسے مہربانوں کی موجودگی میں خدا کے فضل سے نور کبھی بند نہیں ہوسکیگا۔ اللہ آپکو اجر عظیم دے۔ اور دین و دنیا کے حسنات کا وارث بنائے

رسول اللہ صلعم اور غیر مسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ دنیا میں ایک مصلح عظیم بن کر آئے تھے۔ اور آپ میں ایک ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی جو قوت بشری سے بہت زیادہ ارفع و اعلیٰ تھی۔

افسوس لوگوں نے خدا کے نیک بندوں کی پیروی کو چھوڑ دیا

(ٹالسٹائی)

حضرت مسیح سے چھ سو سال بعد شام اور عرب کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہو گئی تھی اور چونکہ مسیح کا عجیب و غریب اثر مغرب کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ اس لئے عرب جیسے بڑے ملک میں ایک پیغمبر بھیجا گیا۔ جس نے نہ صرف امن و امان اور انصاف قایم کیا بلکہ خوفناک بت پرستی کا بھی سد باب کر دیا

(ہربرٹ)

"تاریخ صاف ظاہر کرتی ہے کہ کس شان سے محمدؐ صاحب کی سوانحعمری روشنی سے مقابلہ کرتی ہے۔ اور کیسے جاہل وہ لوگ ہیں جو انپر حملہ کرتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ ان کی سوانحعمری سے کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ جو از حد سادہ اور بہادرانہ اور شریفانہ ہے۔ جو تاریخی بزرگوں کی ایک جلیل القدر سوانحعمری میں سے ہے۔

"مسز بسینٹ"

محمد صاحب کی شخصیت رحم و شجاعت دونوں کا مجموعہ ہے۔ وہ اکیلے برسوں تک اپنے ہموطنوں کی نفرت کا مقابلہ کرتے رہے۔ محمد صاحب اتنے خلیق تھے کہ ہر ایک سے محبت کے ساتھ ملتے اگر کوئی شخص ہاتھ ملاتا تو دوسرے شخص کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ خود پہلے کبھی علیحدہ نہ کرتے۔ وہ غیروں کے ساتھ شفقت کرتے ان کی بے ریا دوستی و ہمدردی عظیم فیاضی۔ شجاعت لیاقت بیشک مستحق تعریف تھے محمدؐ صاحب پر ظلم، اور عیش پرستی، اور مکاری کے الزامات عائد کیے جاتے ہیں۔ لیکن تحقیق کی بنا پر ہم کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ سب بے سروپا ہیں۔

"مسٹر اسٹینلی لین پول"

حضرت محمدؐ نہایت سادہ مزاج ریفارمر تھے۔ آپ کے دماغی اوصاف غیر معمولی اور آپ کی قوت متخیلہ اعلیٰ درجہ کی تھی آپ بہت تیز فہم تھے۔ حافظہ بہت تیز اور طبیعت انکسار پسند تھی۔ گفتگو نہایت سنجیدہ قلیل الالفاظ اور کثیر المعانی ہوتی تھی جو فصاحت اور خوش الحانی سے دوبالا ہو جاتی تھی آپ بڑے پرہیزگار اور نیک تھے۔

(مسٹر ڈبلیو آرڈنگ)

محمد صاحب آخری پیغمبر ہوئے ہیں۔ آپ کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا آپ کے نزدیک دنیاوی وجاہت کوئی چیز نہ تھی۔ آپ جس تہذیب و اخلاق سے ایک ریشمی ملبوس رکھنے والے کا خیر مقدم کرتے تھے اسی طرح ایک بوسیدہ لباس والے کی عزت کرتے تھے۔ آپ اپنے غلاموں پر نہایت مہربان، اپنے مقلدین سے محبت رکھنے والے اور اجنبیوں کے لئے بہت دلکش تھے۔ آپ کی خدمت میں ہر شخص باریاب ہو سکتا تھا۔ آپ کے حالات زندگی پر محققانہ نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے گرد و پیش کے لوگوں کے جذبات کا بہت خیال تھا آپ کے لئے کسی سائل کو محروم واپس کرنا سخت دشوار معلوم ہوتا تھا آپ ذلیل سے ذلیل شخص کی بھی دعوت رد نہ کرتے تھے۔ ہم ان کی قابل احترام شخصیت سے محبت کرتے ہیں۔ مسٹر مارکس ڈاڈ

بیشک محمد صاحب نے گمراہوں کے لئے بہترین راہ ہدایت قایم کی"

کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمد صاحب نے ملک عرب میں وہ نتائج پیدا کر لئے جو کوئی مذہب قبل اسلام جن میں مذہب یہود و نصاریٰ دونوں شامل ہیں نہ پیدا کر سکا۔ (گستاؤلی بان)

کیا ہم حضرت محمد میں یہ نقص نکال سکتے ہیں کہ انہوں نے خدا کو رحیم و کریم بتلایا۔ اور عرب کے سینکڑوں بتوں اور معبودوں کے مقابلہ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک ٹھیرایا۔ کیا اس سے حضرت محمد کی بزرگی اور عظمت ظاہر نہیں ہوتی۔ کہ اس نے ایسا اعلیٰ درجہ کا خیال ظاہر کیا۔ کیا اس سے ان کی سچائی ظاہر نہیں ہوتی کہ مرتے دم تک اپنی تمام زندگی کے اس بڑے اعلیٰ خیال پر مستقل طور سے جما رہا۔ بیشک محمد صاحب کی بزرگی ظاہر اور سچائی ثابت ہے (آرتھر گلیمن۔ ایم اے)

حقیقت میں محمد کی صداقت ہی تھی جو کامیاب ہوئی۔

(ٹامس کارلائل)

ہر انصاف پسند شخص یقین کرنے پر مجبور ہے کہ محمدؐ کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی اور خیر خواہی پر مبنی تھی"! (مسٹر گبن)

کتب مقدسہ سماویہ میں انبیاء بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی بھی سوائے ایک محمدؐ کے جیسا کہ عالیمقام رفیع المرتبہ اور جلیل الشان معلوم نہیں ہوتا۔ (سر ولیم میور)

حضرت محمد سچے معنوں میں ریفارمر تھے۔ وہ ہماری تعریف اور توصیف کے مستحق ہیں۔ اور وہ "رسول کے نام کے شایاں ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا کہ جس سے محمدؐ کے دعوئے رسالت میں شبہ پیدا ہو سکے یا ان کی مقدس ذات پر فریب و مکر کا الزام لگایا جا سکے۔

"مسٹر سیل"

میں نے جہاں تک تاریخوں کا مطالعہ کیا ہے اور چھان بین کی ہے۔ میری تحقیق میں ثابت ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا حضرت محمد صاحب بڑے نیک منش اور مہا پرش اور رحمدل دہرماتما تھے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ محمد صاحب کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیا بڑی تاریکی میں پڑی ہوئی ہے۔

(پنڈت وویکانند جی مہاراج)

اگر تعصب اور ہٹ دہرمی سے علیحدہ ہو کر کوئی شخص محمد صاحب کے حالات پر تحقیقی نظر ڈالے تو ناممکن ہے کہ وہ صاف لفظوں میں آنجناب کی سچائی اور بزرگی کا اعتراف و اقرار نہ کرے۔ (منوہر سہائے)

تبلیغی انجمنیں بالعموم اور مسلمانانِ مدراس بالخصوص غور کریں

"اس میں کچھ شک نہیں کہ مدراس میں اسلام اور ہندو دہرم رفتہ رفتہ آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ چاہیے اس کا سبب کسی ایک فریق کا حسن تدبیر ہو یا قدرتی واقعات کا نامعلوم اثر ہو۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں ہندوانی رسوم زور کے ساتھ رائج ہیں۔ بیماری کے دیوتاؤں کی منتی پیر پرستی عام ہندو دیویوں کی پوجا۔ قدیم آثار و مظاہر کی پرستش، جادو ٹونے، غیب دانی، اور پیشیں گوئی کا ثبوت ولادت اور بیاہ شادی میں ہندوؤں کی رسمیں عموماً جاری ہیں۔ جس طرح ہندو دسہرہ پر اپنے اوزار پوجتے ہیں

مدراس کی بعض مسلمان قومیں بقر عید پر اپنے اوزار و ہتھیار کی پوجا کرتے ہیں۔ ہندوانی نام عام ہیں۔ مسجد میں نہیں جاتے نہ احکام اسلامی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ دیوتاؤں اور پیروں کو نذر بھینٹ دیتے ہیں۔

جدید خیالات اور جذبات حریت کی ترقی نے دینی پیشواؤں کی حکومت کو مٹا دیا ہے "جماعت" کے نام سے وہ پرانی محتسب انجمنیں اب باقی نہیں رہیں۔ جن کے اعلیٰ کارکن "معسل" کا رعب آج کل کے سرکاری افسر سے زیادہ تھا۔ مسجدیں خراب و خستہ اسلامی اوقاف کا مصرف بالکل غلط عوام الناس فرائض منصبی سے ناواقف یا ان کی ادائگی میں سست اور بے پرواہ ہیں۔ ضرورت ہے کہ کوئی قوت پیدا ہو کر سست اور کاہل انگاروں کو معزولی کے نرغے سے نکال کر مشغول کار کرے کسی ایسے امام وقت مجدد و مصلح کا خروج ہو جو پرانی ہڈیوں میں نئی روح پھونک دے۔ یہ ہیں وہ خیالات ایک انگریز کے جس نے دیانت دارانہ حیثیت سے تحقیق و تدقیق کے بعد وضع اور مفید نتائج نکالے۔

اگرچہ تبلیغ اور اسلام توام الفاظ ہیں اور ابتدا سے کبھی دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔ مگر شمالی ہند کے بعض حصوں میں جس بدنظمی اور سراسیمگی کے ساتھ آج تبلیغ اسلام ہو رہی ہے اس کو پیش نظر رکھ کر یہی تبلیغ سب سے بڑھ کر برگزیدہ اور کوئی فرض حاملان اسلام کا نہیں ہو سکتا مگر ہم اہل مدارس سے اس قدر اہم مطالبہ نہیں کرتے بلکہ صرف اس امر کے طلب گار ہیں کہ تبلیغ دین اور تعلیم اسلام کا ایک عام نظام بڑے پیمانہ پر ضرور قایم کریں۔ اور مسٹر ٹوئی کمشنر مردم شماری نے جن اقوام کی بدعقیدگی اور ضعف ایمانی کا ذکر کیا ہے۔ ان کی خبر جلد سے جلد لیں۔

کیا اشاعت اسلام کی واحد ذمہ دار انجمن جمعیۃ العلما اس طرف اپنی توجہ مبذول کرے گی۔ یا ندوۃ العلما اپنی فراموش شدہ تجویز پر پھر غور کر کے مستقل سلسلہ جنبانی کی تکلیف اٹھائی گی؟

بالآخر "امام وقت" کی امت کا فرض ہے کہ اس اہم ضرورت کی تکمیل کی جانب پیش از پیش خصوصیت کے ساتھ اپنی توجہ منعطف کرے۔ (از مولانا عبدالکریم خان میرٹھی)

سوامی دیانندجی کے اپنے معلومات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوامی دیانند جی کلام پاک پر اعتراض کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

بھلا یہ کون سے انصاف اور علمیت اور دھرم کی بات ہے کہ جو اپنی پیروی کرے۔ اور خواہ بے انصاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی طرفداری کریں۔ اور فائدہ پہنچائیں۔ اور جو رعایا کے امن میں خلل انداز ہو کر جنگ کرے کراوے۔ اور لوٹ کے مال کو حلال بتاوے۔ اس کو بخشندہ اور مہربان ناموں سے موسوم کیا جائے۔ یہ تعلیم خدا کی تو کیا بلکہ کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسی باتوں سے قرآن خدا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۹۴

(خاکسار) ناظرین آپ نے سوامی دیانند جی کا اعتراض ملاحظہ فرما لیا لہذا اب میں آریہ سماج کی شاستروں اور ویدوں سے جنگ کرنے اور مال کے تقسیم کرنے کی تعلیم حوالہ جات سے ثابت کرتا ہوں اصل کتابیں نکال کر دیکھیے ملاحظہ ہو اتھروید کانڈ ۱۹ انووک ۱۰ ورگ ۹، منتر ۳ یجروید ۲۰/۵ رگوید اشٹک ۱ ادھیائے ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲ رگوید منڈل ۱- سوکت ۳۹ منتر ۲ و یجروید ۱/۲۶ - ۱/۲۸ ۳/۱۵ ۳/۲۶ ۷/۲۳ ۷/۳۷ ۷/۴۴ ۸/۳۳ ۸/۳۴ ۸/۳۵ ۸/۳۹ ۹/۴۴ ۸/۵۳ ۹/۹ ۹/۱۳ ۹/۱۵ ۹/۱۹ ۹/۳۷ ۱۱/۷۷ ۱۳/۹ ۱۳/۱۱ ۱۳/۲۶ ۱۳/۴۸ ۱۵/۲ ۱۶/۳ ۱۶/۹ ۱۶/۱۰ ۱۶/۱۳ ۱۶/۲۳ ۱۶/۵۳ ۱۷/۳۴ ۱۷/۳۵ ۱۷/۴۲ ۱۷/۴۴ ۱۷/۴۶ ۱۷/۴۹ ۱۷/۴۴ ۱۷/۴۵ رگوید سوکت ۴۷ منتر ۹ رگوید سوکت ۸ منتر ۹ و سوکت ۱۰ منتر ۱۰ و سوکت (۱۱) منتر ۱- و سوکت ۱۱ منتر ۲ و سوکت ۱۲ منتر ۱۱۔ منوشاستر ۷/۸۴ ۷/۱۱۰ ۷/۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ و ۹۰ وغیرہ وغیرہ ثبوت تو اور بھی بہت تھا۔ لیکن فی الحال نظر انداز کرتا ہوں۔ لہذا جو اعتراض سوامی دیانند جی کا کلام مقدس پر تھا۔ وہی اعتراض ویدوں اور شاستروں پر صادق آگیا کیونکہ ویدوں اور شاستروں میں وہ جنگ و جدل اور مال بانٹنے کے احکام موجود ہیں۔ لہذا اب ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یا تو سوامی دیانند جی وید اور شاستروں کو غلط سمجھتے تھے۔ یا وہ وید سے ناواقف تھے۔ لہذا وہ شخص جو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دوسروں پر اعتراض کرنے لگے اس کو کہاں تک منصف مزاج کہا جا سکتا ہے۔ اس کا ہر ایک معقول پسند شخص اندازہ لگا سکتا ہے کیونکہ شری سوامی دیانند جی مہاراج اسی شاخ پر آری چلا رہے ہیں جس پر خود متمکن ہیں۔ اگر سوامی جی موصوف اس وقت بقید حیات ہوتے تو ہم ان سے بادب گزارش کرتے کہ حضرت یہ معاملہ کیا ہے۔ آپ اسی کشتی کو بھنور کی طرف دھکیل رہے ہیں جس پر آپ بذاتہ سوار ہیں۔ پھر اور ملاحظہ فرمائیے۔ جناب سوامی دیانند صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

اس قسم کی پرارتھنا کبھی نہ کرنی چاہیئے اور نہ پرمیشور اس کو قبول کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ ہے کہ اے پرمیشور آپ میرے دشمنوں کو ہلاک کر دیں۔ مجھ کو سب سے بڑا بناؤ۔ اور میری ہی نیک نامی ہو۔ اور سب میرے ماتحت ہو جاویں وغیرہ وغیرہ ....

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴)

(خاکسار) ناظرین آپ نے ملاحظہ کیا کہ سوامی دیانند جی کیا فرماتے ہیں لیکن وہ وید سے ناواقف اگر وہ ناواقف نہ ہوتے تو ایسا کبھی تحریر نہ کرتے اب وید کی پرارتھنا ملاحظہ فرمائیے۔ بہت سے منتر چھوڑ کر ایک پیش کرتا ہوں۔

اے راج پرش! آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں۔ اے جاہ و جلال والے پرش وہ جو ہماری دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے آپ اس کو الٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی طرح جلا ڈالیں"۔ یجروید ۱۳/۱۲

(خاکسار) اب آپ صاحبان کو معلوم ہو گیا کہ سوامی دیانند جی قطعی وید کی مخالفت کی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ یا تو وہ وید کو غلط سمجھتے تھے۔ یا وہ قطعی وید سے ناواقف تھے اب دیکھئے دوسرے موقعہ پر آپ فرماتے ہیں۔

"یہ قرآن کا خدا اور پیغمبر دونوں لڑائی باز تھے جو جنگ کا حکم دیتا ہے اور امن میں خلل انداز ہوتا ہے۔"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۸۳)

(خاکسار) ناظرین کلام مقدس آپ پر جنگ کے تعلیم پر آنکھیں بند کر کے اعتراض کیا ہے۔ اب ذرا جنگ کے متعلق وید کے اصول ملاحظہ فرمائیے۔ کہ وید کیا حکم دیتا ہے۔ منجملہ دیگر ثبوتوں کے ایک منتر پر اکتفا کرتا ہوں۔

"اے دشمنوں کو مارنیوالے اصول جنگ میں ماہر بےخوف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بے ہراس پر جاہ و جلال عزیز و جوانمرد۔ تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو پرمیشور کے حکم پر چلو اور بد فرجام دشمن کو شکست دینے کے لئے لڑائی کو سرانجام کرو۔ تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے۔ تم نے جو اس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے۔ تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو۔ اور اپنے زور و شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو۔ تاکہ تمہارے زور بازو اور ایشور کے لطف و کرم سے ہمارے ہمیشہ فتح ہو۔ اتھروید کانڈ ۶ انوواک ۱۰ ورگ ۹۷ منتر ۳

(خاکسار) ناظرین آپ کو ظاہر ہو گیا کہ سوامی جی نے وید کی سراسر مخالفت کیا ہے۔ جس کے دو سبب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یا تو سوامی دیانند جی ویدوں کو غلط سمجھتے تھے۔ یا وہ وید کی تعلیم سے ناواقف تھے۔ لہذا ایسا شخص دوسروں پر اعتراض کر سکتا ہے ناظرین انصاف!

اسی پر اکتفا نہیں ذرا آگے چلکر اور ملاحظہ ہو:-

سوامی دیانند جی کلام مقدس پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اور دیکھیے اپنے ہی منہ سے آپ اللہ بڑا زبردست بنتا ہے۔ اپنے ہی منہ سے اپنی تعریف کرتا ہے۔ جب شریف آدمی کا کام اپنی تعریف آپ کرنا نہیں ہو سکتا تو خدا کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۷)

(خاکسار) ناظرین آپ نے سوامی دیانند جی کا اعتراض ملاحظہ فرما لیا۔ لہذا اب میں یجروید سے خود پرمیشور کی زبان سے اس کو اپنی تعریف کرتا ہوا دکھاتا ہوں۔

"پرماتما سب پدارتھوں ( ) کو ستھول ( ) کرتا ہے۔ وہ پوتر پدارتھوں کا قایم اور نواس کرتا ہے وہ انترکش میں رہتا ہے۔ سب پدارتھ دنیا گرہن کرتا اور پھر لے کرتا ہے۔ وہ پرتھوی میں ویاپک ( ) مہمان کی مانند ستکار (تعریف) کئے جانے کے لائق ہے۔ ہر ایک گھر میں اور انسانوں میں اتم پدارتھوں ( ) میں کارن روپی کرتی ہیں۔ خلا میں رہتا ہے۔ جلوہ کو پرسد کرتا ہے۔ پرتھوی وغیرہ تتوں عناصر کو پیدا کرتا ہے۔ ستنیہ وو یاؤں ( ) کے لئے

ویدوں کو پرسد کرتا ہے۔ بادلوں پہاڑوں اور درختوں کو پیدا کرتا ہے وہ ستنیہ سوروپ ( ) اور سب سے بڑا ہے اوسی کی اپاسنا (تعریف پوجا) کرنی چاہیئے۔ یجروید دسواں ادھیائے منتر ۲۴

(خاکسار) آپ کو معلوم ہو گیا کہ پرمیشور اپنے منہ سے یجروید کے تعلیم کے بموجب کیسے قدرت والا اور سب سے بڑا بن رہا ہے۔ اور اپنی تعریف کر رہا ہے۔ لہذا جو اعتراض سوامی جی کو کلام مقدس پر تھا۔ وہی وید پر عائد ہو گیا۔ جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ یا تو سوامی دیانند جی کو اس قدر علم نہ تھا کہ وید کو پڑھ لیتے یا اگر علم تھا تو وہ وید کے احکام کو صحیح نہیں مانتے تھے۔ اگر وہ وید کی تعلیم کو صحیح اور قابل عمل سمجھتے تو وہ ایسا اعتراض ہرگز نہ کرتے یہ ہے سوامی دیانند جی کی قابلیت جس سے دوسرے مذاہب پر اعتراض کیا کرتے تھے لیکن کبھی اپنے آپ پر نظر نہ ڈالا کرتے تھے۔ ہ

وہ خاکسار ہوں کسی سے الجھتا نہیں ہوں میں
دشمن کی آنکھ میں بھی کھٹکتا نہیں ہوں میں

منشی محمد داؤد خاں ناولسٹ ارتقام سرائے ترین محلہ نواب خیل سنبھل ضلع مراد آباد

پروفیسر رام دیو کے چھ سوالونکا جواب

مشہور آریہ ایڈیٹنگ پروفیسر رام دیو بی اے کے اسلام پر حسب ذیل چھ اعتراضوں کا دندان شکن جواب (۱) قرآن مجید آنحضرت صلعم کا روزنامچہ ہے۔ (۲) فرشتوں کا ذکر شاعرانہ ہے (۳) پردہ بری چیز ہے۔ (۴) کثرت ازدواج زناکاری ہے (۵) گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے۔ (۶) قرآن کی نسبت گیتا اور رامائن زیادہ پاکیزہ ہیں ان سوالات کا جواب ایسا جامع ہے۔ گویا کہ معترض کو گھر تک پہنچا دیا ہے۔ اور تو اور خود پروفیسر موصوف اس کو پڑھ کر داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ قیمت ۸ر محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ

مینجر نور بک ڈپو قادیان ضلع گورداسپور

قوم قانونگواں سے خطاب

(از ایس۔ ایم سراج دین صاحب سکرٹری ینگ قانونگو ایسوسی ایشن مسانیاں)

اے قوم کے لوگو ذرا اب تو دھیان کرو
بے فائدہ نہ وقت یوں ہی رائگاں کرو

ہر قوم ہے میدان ترقی میں گام زن
اب تم بھی اٹھ کے طبع کی جولانیاں کرو

سب غفلتوں کو چھوڑ کے ہو جاؤ ہوشیار
عالم پہ اپنی قوم کے جوہر عیاں کرو

جو روک ڈالتے ہیں ترقی میں خواہ مخواہ
اٹھو اور اٹھ کے خاک میں ان کو نہاں کرو

سب مشکلوں کو قوم کی خاطر اٹھاؤ تم
میدان جد و جہد میں اب گرمیاں کرو

آپس میں ایک دوسرے کا درد ہو تمہیں
جو غم میں مبتلا ہو اسے شادماں کرو

ہو جائے ایک بھائی جو بے مہر و بے وفا
تم پیار سے لگا کے گلے مہرباں کرو

مشکل ہے بہت بام ترقی پہ پہنچنا
ہر طرح کی نہ جب تلک قربانیاں کرو

دل اپنا اب حبیب حقیقی سے لو لگا
قربان راہ عشق محمد میں جاں کرو

کوچے میں اس کے شور مچا دو آ دوستو
رو رو کے اپنی آنکھوں سے دریا رواں کرو

ایس۔ ایم سراج کی ہے یہ اب تم سے آرزو
بیدار ہو کے ترک سب اب سستیاں کرو

پتہ مطلوب ہے

اغلباً غالباً نیروبی سے ایک صاحب جن کا نام اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو بابو عزیز الدین صاحب تھا۔ ۱۵ روپے مختلف ادویات کے لئے بھیجے تھے جسکو تین ماہ کا عرصہ ہوا۔ افسوس کہ ان کا خط گم ہو گیا ہے۔ براہ کرم وہ دوست جلد اپنا پتہ لکھکر بھیجدیں۔ تاکہ مطلوبہ ادویات ان کی خدمت میں ارسال کی جا سکیں۔ کیونکہ ادویات تیار ہیں۔ ”مینجر نور“

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق دوائیں

دنیا موتی سرمہ پر فریفتہ ہے،

کیونکہ تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کے لئے تریاق ہے۔ ککرے۔ دہند، ضعف بصر، جالا، پھولا، پانی بہنا، خارش، رتوندا، گوہانجنی، ناخونہ، ابتدائی موتیا بند غرضکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں سے کچھ بھی محبت ہے۔ جس کے بغیر دنیا اندھیر ہے۔ تو آپ کو آج سے ہی موتی سرمہ کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو نہ صرف آپ کے نور بصارت کو ہی ترقی دیگا۔ بلکہ جملہ امراض چشم سے آپ کی پیاری آنکھوں کو محفوظ رکھے گا۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

حیرت انگیز فائدہ

جناب منشی محمد نواز خان صاحب پولیٹیکل محرر بنوں سے لکھتے ہیں کہ میں نے دس روپے تولہ والا سرمہ بھی استعمال کیا۔ مگر آپ کے سرمہ نے بہت فائدہ دیا۔ براہ کرم ایک تولہ اور بذریعہ وی پی روانہ کر دیں"

لوگ موتی دانت پوڈر کو ہی پسند کرتے ہیں

اطبا کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزار ہا بیماریوں کا گھر ہیں اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں۔

گوشت خورہ دانتوں سے خون کا آنا دانتوں پر میل جمنی یا ان کا رنگ زرد پڑ جانا۔ اور منہ سے پانی آنا وغیرہ کو دور کر کے انہیں مضبوط بنا موتیوں کی مانند چمکاتا اور بدبو دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

ایک بی۔ اے کی شہادت

جناب چودھری غلام محمد صاحب بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا موتی دانت پوڈر میری لڑکی نے استعمال کیا۔ اس کو ہمیشہ داڑھ کی درد رہتی تھی۔ جب کبھی کچھ میٹھا کھالیتی تو درد شروع ہو جاتی۔ غرض کہ جان مصیبت میں رہتی تھی۔ جب سے آپ کا موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ یہ شکایت خدا تعالےٰ کے فضل سے بالکل رفع ہو گئی ہے۔ اب جس قدر وہ میٹھا چاہے کھا سکتی ہے۔

لوگ اکسیر البدن (رجسٹرڈ) پر گرویدہ ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمزور جسم سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی وبال نہیں۔ کیونکہ کمزور آدمی نہ تو محنت کر کے روپیہ کما سکتا ہے۔ اور نہ خدا کی عبادت ہی کر سکتا ہے۔ ایسا شخص ہر وقت پژمردہ چہرہ زرد سر اور کمر میں درد۔ حافظہ کمزور۔ طبیعت اچاٹ چلتے وقت دم چڑھ جاتا۔ پنڈلیاں پھول جاتیں اگر ایسے زندہ درگور انسان دین و دنیا میں کسی کام کے بنکر اپنی زندگی کو پر لطف بنانا چاہتے ہیں۔ تو وہ آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ جو پٹھوں کو مضبوط حافظہ کو تیز چہرہ کو شگفتہ اور جسم کو چست بناتی۔ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے (صہ) محصولڈاک علاوہ

ایک تجربہ کار حکیم کی شہادت

جناب پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی لکھتے ہیں۔ کہ یہ دوا مجھے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ اعصابی کمزوری اور درد کمر جاتا رہا۔ نزلہ کی شکایت دور اور سستی کافور ہو گئی۔ بھوک کھل گئی۔ بے شک یہ دوا ہر ایک مرد و عورت اور پیر و جوان کے لئے مفید ہے۔

اکسیر معدہ

یہ کون نہیں جانتا کہ کمزور معدہ انسانی زندگی کو نکما بنا دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ درد شکم، اپھارہ، باد گولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، بدہضمی، کمی بھوک، ترش ڈکاریں، قے، جی کا متلانا، ہیضہ، پیچش، جگر و تلی کا بڑھ جانا وغیرہ ہوتا ہے۔ اکسیر معدہ نہ صرف ان عوارض کو ہی دور کرتی ہے۔ بلکہ ہاضمہ کو تیز اور بھوک کو بڑھانی معدہ کو طاقت دیتی اور رنگ کو نکھارتی ہے۔ یہ دوا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہر وقت موجود رہنی چاہیئے۔ کیونکہ صحت کا مدار قوی معدہ پر ہے۔ اگر آپ کو کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔ وقت پر بھوک لگتی ہے۔ تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ ہے۔ ورنہ مرغن اور لذیذ غذائیں بھی محض وبال ہیں۔ اس لئے اگر آپ اپنے معدہ کو قوی بنا کر لطف زندگی سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں تو آج سے ہی اکسیر معدہ کا استعمال شروع کر دیں۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

ہزاروں شہادتوں کی ایک شہادت

جناب مینجر صاحب بالتفصیل لکھتے ہیں کہ موتی سرمہ، اکسیر معدہ، موتی دانت پوڈر کا تجربہ میں نے کیا اور یہ مفید پائی گئیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ مینجر نور اینڈ سنز کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے جب تک کہ مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر مفید ہونیکا اطمینان حاصل نہ کر لیں"

پتہ: مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)